تردید عیسائیت

کے سلسلہ میں ان کتب کا مطالعہ آپ کے لئے بے حد مفید ثابت ہوگا۔

● **مباحثۂ مصر** قیمت ۰۶۲

(عیسائیت کے بنیادی عقائد پر جناب مولانا ابوالعطاء صاحب مبشر اسلامی اور مشہور عیسائی پادری ڈاکٹر فلپس کے مابین فیصلہ کن مباحثہ)

● **تحریری مناظرہ** قیمت ۱۰۵۰

(الوہیت مسیح کے بارہ میں جناب مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل اور مشہور عیسائی پادری عبدالحق صاحب کے درمیان تحریری مناظرہ۔ جس میں دو دو پرچے لکھے جانے کے بعد پادری صاحب نے مزید کچھ لکھنے سے انکار کر دیا)

● **مباحثہ مصر کا انگریزی ترجمہ** قیمت ۱۰۲۵

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جملہ کتب ہمارے مکتبہ سے مل سکتی ہیں۔

فہرست کتب مفت طلب فرمائیں

مکتبہ الفرقان۔ ربوہ

جلد ۱۸
شمارہ ۲

ذوالقعدہ ۱۳۸۷ھ
فروری ۱۹۶۸ء

مقالات و نظمیں

مذہب کے نام پر قتل — صفحہ ۲
ایڈیٹر

ربوہ کی مسجد اقصیٰ
علماء کے اعتراض پر محققانہ نظر — صفحہ ۵
ایڈیٹر

البیان
سورہ نساء کا ترجمہ و تفسیر — صفحہ ۹
ایڈیٹر

انکشاف — صفحہ ۱۳
مولانا دوست محمد شاہد

یاجوج و ماجوج اور ان کا انجام — صفحہ ۱۷
ابوالعطاء

اشکال کا حل — صفحہ ۲۲
ابوالعطاء

ختم نبوت کانفرنس اور اس کے مقررین کا کردار — صفحہ ۲۴
چنیوٹ کے چند معززین

شذرات — صفحہ ۲۶
ایڈیٹر

تحریف بائبل پر پادری صاحبان لاجواب ہوگئے — صفحہ ۲۹
جناب مولانا محمد منور صاحب تنزانیہ

نظمیں

۱۔ حقیقت ختم نبوت — جناب ماجد ڈاکٹر ظفر صاحب — صفحہ ۳۹
۲۔ فسون تقدس — جناب مولانا نسیم سیفی صاحب — صفحہ ۵۲
۳۔ مرکز احمدیت — جناب فضل ربی صاحب تاثر — صفحہ ۵۳

سالانہ چندہ پیشگی

پاکستان :- چھ روپے
بھارت :- آٹھ روپے
دیگر ممالک عام ڈاک سے :- تیرہ روپے یا تیرہ شلنگ
" ہوائی ڈاک سے :- ایک پونڈ تیرہ شلنگ
فی نسخہ :- پاسٹھ نئے پیسے

ترسیل زر بنام منیجر الفرقان ربوہ ہونی چاہیئے۔

اداریہ

"مذہب کے نام پر قتل"

مدیر المنبر کا ضروری اداریہ

حکومتِ پاکستان سے ہماری مخلصانہ معروضات

قرآن پاک نے مذہبی آزادی کے لئے ایک سنہری اصل بیان کیا ہے کہ مذہب کے بارے میں کسی قسم کا جبر و اکراہ روا نہیں۔ فرمایا لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ کہ دین میں ہرگز جبر نہ کیا جائے کیونکہ ہدایت اور گمراہی ازروئے دلائل روزِ روشن کی طرح سامنے آگئی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر اس اصل کو قائم فرمایا کہ مذہب کو دلیل سے منوایا جائے گا قوت اور تشدد سے نہیں۔ آپ نے غیر مسلموں یہود و نصاریٰ اور مشرکین سے معاہدات کئے کہ ہر شخص کو اپنے مذہب کے اختیار کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی پوری آزادی حاصل ہے۔ آپ کا سب سے پہلا بین الاقوامی معاہدہ میثاقِ مدینہ اس بارے میں امت کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ حضور (فداہ ابی و امی) نے نجران کے عیسائیوں کو مسجد نبوی میں اپنی عبادت بجا لانے کی اجازت دیکر ہر امن پسند انسان کے لئے اسوۂ حسنہ قائم فرمایا۔

افسوس کہ قرآن مجید کی زرّیں تعلیمات اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے درخشندہ نمونہ کے باوجود آجکل کے مولوی صاحبان نے اسلامی رواداری کو خاک میں ملا دیا اور اپنے خلافِ اسلام عقائد، اعمال اور رویّے سے اسلام کو اپنوں اور بیگانوں کی نظروں میں گرا دیا۔ انہوں نے اسلام کو جبر و تشدد اور عدم رواداری کا مذہب قرار دے دیا ہے اور وہ اپنے فتووں سے خود مسلمانوں کے قتل اور انکی خونریزی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ علماء کی اشتعال انگیزی اب انتہاء کو پہنچ چکی ہے جس سے مجبور ہو کر ہفت روزہ المنبر لائل پور نے اپنے اداریہ زیرِ عنوان "مذہب کے نام پر قتل" میں لکھا ہے :-

"ایک عرصے سے پاکستان میں
مذہبی اختلافات کی بناء پر اشتعال انگیزی
کا سلسلہ جاری ہے جس کا بدترین
مظاہرہ تو لائل پور میں ہوا جہاں ایک

مذہبی فرقے کے مشتعل نوجوان نے اپنے ہی فرقے کے ایک عالم کو دن دہاڑے قتل کر دیا، اسی طرح ضلع گوجرانوالہ میں ایک قتل پچھلے دنوں ہوا جس کا مقدمہ زیرِ سماعت ہے۔ ایسا ہی بہیمانہ قتل اب ضلع جھنگ میں ہوا ہے۔

اگرچہ قتل ساری دنیا کے جاہل (خواہ وہ بظاہر کتنے ہی مہذب اور تعلیم یافتہ کیوں نہ ہوں) ملکوں کی طرح پاکستان میں بھی عام ہے اور ہر اعتبار سے ناقابلِ برداشت لیکن مذہب کے نام پر قتل دوسرے تمام اقداماتِ قتل سے ہزار گنا زیادہ قابلِ مذمت ہے۔

مذہب کی تعبیر کے وہ اختلافات جن میں دو اصول مسلّمہ ہوں، اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت کا کلی انقطاع، ان کے بعد ہزاروں اختلافات ہوں، آپس میں رواداری اور ایک دوسرے کا احترام، خود مذہب ہی کا اہم ترین تقاضا ہے۔ یہی نہیں فرض کیجئے ایک شخص توحید کو بطور عقیدہ ماننے کے باوجود کسی نوع کے ظاہری یا باطنی شرک کا بھی مرتکب ہو اور کوئی شخص حضور پر سلسلۂ نبوت کے انقطاع کے باوجود آپ کے بعد کسی اور شخص کو کسی بھی معنی میں نبی بھی تسلیم کرتا ہو اور اسے امت کے معتمد علیہ عناصر نے ملت سے خارج بھی قرار دیا ہو تب بھی کسی عام مسلمان کو یہ حق نہیں پہنچتا ہے کہ قانون اپنے ہاتھ میں لے اور اس کی جان و مال اور عزت و آبرو پر حملہ کر دے۔

پاکستان میں بعض مذہبی عناصر جو ایک دوسرے کے خلاف ایسی نفرت انگیزی کر رہے ہیں، جن کا انجام اس قسم کے اقداماتِ قتل ہیں، وہ ایسے واقعات کے براہِ راست ذمہ دار ہیں۔ اگر وہ اس شنیع فعل اور خلافِ مذہب طرزِ عمل سے خود باز نہیں رہتے تو یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ انہیں راہِ راست پر لائے ——— رہا خدا کے قانون کا معاملہ تو اس کی نگاہ میں اصل قاتل وہی واعظ، مناظر، مجادل اور پیشہ ور خطیب و صحافی ہیں جو مذہبی اختلافات کی بنا پر قتل و غارت کا سبب بنتے ہیں۔ قیامت کے دن یہ بطور قاتل ہی خدا اور محشر کے حضور پیش ہوں گے۔" (المنبر ۲ فروری ۱۹۶۲ء ص۳)

جن حالات سے مجبور ہو کر مدیر المنبر نے یہ مقالہ لکھا ہے ان کا واقعی تقاضا ہے کہ حکومت ایسے فتویٰ بازوں کو راہِ راست پر لائے اور اشتعال انگیزی کرنے والے تمام مولویوں، صحافیوں اور لیڈروں کو قرار واقعی سزا دے۔ اب وقت آگیا ہے کہ حکومت پاکستان نہایت سنجیدگی سے مولویوں کی اشتعال انگیز تحریروں اور تقریروں کا محاسبہ کرے اور اس فتنہ کو جو روز بروز بڑھتا جارہا ہے سختی سے ختم کر دے۔

ہمارے نزدیک جہاں تک مذہبی گفتگو اور تبلیغ کے دلیل و برہان تک محدود کرنے کا سوال ہے اس میں تو مسلم یا غیر مسلم کا کوئی فرق نہیں ہونا چاہیئے۔ ہر شخص سے خواہ وہ دہریہ ہو، مشرک ہو، عیسائی ہو، ہندو ہو یا مسلمان ہو ہر قسم کی مذہبی گفتگو دلیل کی رُو سے اور رواداری کے ساتھ ہونی چاہیئے۔ اشتعال انگیزی یا دلآزاری قطعی طور پر ممنوع قرار دی جائے اور سختی سے اس کی پابندی کرائی جائے۔

مسلمان کہلانے والے فرقوں کے باہمی تبادلۂ خیالات کے لئے بھی چند اصول مقرر ہونے لازمی ہیں۔ اوّل یہ کہ جو شخص کلمہ طیبہ لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اسے قانون کی نگاہ میں مسلمان قرار دیا جائے کسی کو اجازت نہ ہو کہ اسے غیر مسلمان کہہ کر اس کے خلاف اشتعال انگیزی کرے یا اسے ملت سے خارج ٹھہرا کر اس کے خلاف نفرت پھیلائے۔ دوم ہر مسلمان کہلانے والے فرقہ کے وہی عقائد سمجھے جائیں جو اس فرقہ کے مسلّم علماء تسلیم کریں اور ان کا اعلان کردیں کسی کو حق نہ ہوگا کہ از خود کچھ عقائد گھڑ کر دوسرے فرقہ کی طرف منسوب کردے۔ سوم مذہبی گفتگو میں کوئی بات بے حوالہ اور بے ثبوت پیش نہ کی جائے سند اور حوالہ وہی معتبر ہوگا جسے دوسرا فریق تسلیم کرتا ہو۔ زبردستی کوئی عقیدہ یا حوالہ کسی پر حجت قرار نہ دیا جائے گا۔ چہارم ہر فرقہ کے واجب الاحترام بزرگوں اور اماموں کے نام ادب سے لئے جائیں گے۔ اس بارے میں کسی قسم کا دلآزار طریق اختیار کرنے کی کسی کو اجازت نہ ہوگی۔ پنجم ہر مذہب اور ہر فرقہ کے لوگ اپنے اپنے عقائد کی خوبیاں اور اپنے اپنے کارناموں کا تذکرہ کریں مگر دوسروں کے عقائد اور اعمال پر نکتہ چینی ترک کردیں۔ ششم مسلمان فرقے اپنے اپنے رنگ میں غیر مسلموں میں اندرونِ پاکستان اور بیرونِ پاکستان اسلام کی تبلیغ کریں۔ کوئی فرقہ اس بارے میں دوسرے سے کسی قسم کا تعرض نہ کرے اور نہ مزاحمت کرے۔ ہفتم ہر فرقہ کے عقیدہ کی وہی تعبیر معتبر ہوگی جو خود اس فرقہ کے مسلّم بزرگ بیان کریں۔ کسی کو حق نہ ہوگا کہ دوسرے فرقہ والوں کے عقائد کی غلط سلط تعبیر کرکے ان پر فتویٰ لگائے۔ یہ طریق نہایت زہرناک ہے۔ خود مدیر "المنبر" مذہب کے نام پر "قتل" کی مخالفت کرتے ہوئے بھی اس زہر سے علیحدہ نہیں ہو سکے جیسا کہ ان کے مضمون سے عیاں ہے۔

ہمارا یقین ہے کہ اگر حکومت پاکستان ان اصولوں کو عملی جامہ پہنا دے تو تمام مذاہب بالخصوص اسلام کہلانے والوں میں کشت و خون کا فوراً سدّباب ہو جاتا ہے۔ ان اصولوں کی پابندی علماء اور لیڈروں سب کے لئے ضروری ہوگی اور تقریر و تحریر میں انہیں ملحوظ رکھنا سب پر واجب ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ ٭

ربوہ کی مسجد اقصیٰ

علماء کے "اعتراض" پر محققانہ نظر!

مدیر لولاک اور مدیر المنبر پہلے اپنے گھر کی خبر لیں

ماہنامہ الفرقان کی اشاعت (دسمبر ۶۷ء) میں ہم مولوی صاحبان کے اس اعتراض کا بخوبی جائزہ لے چکے ہیں کہ ربوہ کی جامع مسجد کا نام مسجد اقصیٰ کیوں رکھا گیا ہے؟ ہفت روزہ لولاک لائلپور نے "ربوہ میں مسجد اقصیٰ کی تعمیر" کو "قادیانیوں کی اسلام دشمنی" اور "ناپاک جسارت" کا عنوان دیا تھا۔ کچھ مولوی صاحبان نے حکومت سے بھی درخواست کی تھی کہ احمدیوں کو مسجد اقصیٰ نام رکھنے سے روک دیا جائے

ہم نے بتایا تھا کہ ربوہ کی مسجد پہلی مسجد نہیں جس کا نام مسجد اقصیٰ رکھا گیا ہے اس سے پہلے مسلمانوں کے دوسرے شہروں میں بھی مسجد اقصیٰ کے نام سے مسجدیں موجود ہیں۔ کیا یہ سب "اسلام دشمنی" ہے؟ کیا یہ "ناپاک جسارت" ہے؟ نیز کیا ان مساجد کے نام بھی ممنوع قرار دیئے جائیں گے؟ ہمارا یقین تھا کہ اس ٹھوس حقیقت کے سامنے آنے پر مولوی صاحبان پر اپنے بودے اعتراض کی حقیقت کھل جائے گی اور وہ خاموشی اختیار فرمائیں گے مگر ع غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔ مدیر "لولاک" بزعم خویش بڑے عالم ہیں مگر ان کی سادگی ملاحظہ ہو۔ ہمارے جواب میں لکھتے ہیں :-

"ربوہ میں مسجد اقصیٰ کے نام پر نئی مسجد تعمیر کرنے پر اسلئے اعتراض اٹھایا ہے کہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے دنیا کی تین مسجدیں شعائر اللہ میں داخل ہیں۔ ۱۔مسجد الحرام ۲۔مسجد نبوی ۳۔مسجد اقصیٰ "

(لولاک ۲۲ر دسمبر ۶۷ء)

ہمیں ان مساجد کا شعائر اللہ ہونا مسلّم ہے مگر اس سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ اب بطور تبرک کسی مسجد کا نام مسجد اقصیٰ رکھنا حرام ہو گیا ہے۔ سب انبیاء علیہم السلام شعائر اللہ میں داخل ہیں اور حضرت خاتم النبیین سید المرسلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام شعائر اللہ کے سرتاج ہیں۔ اگر نبیوں کے نام پہ نام رکھنے جائز ہیں اور خود مولوی صاحبان سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک پر اپنے بچوں کے نام محمد اور احمد رکھنے جائز سمجھتے ہیں تو مسجد اقصیٰ کے نام پر کسی مسجد کا نام مسجد اقصیٰ رکھنا کیونکر ناجائز ہو گیا؟۔

مدیر لولاک خود تسلیم کر چکے ہیں کہ :-

"یہ بالکل درست ہے کہ لوگ نبیوں
کے نام پر برکت حاصل کرنے کیلئے
نام رکھتے ہیں۔ بے شک محمدؐ
اور احمد نام رکھنا درست
اور باعث سعادت ہے۔"
(لولاک یکم دسمبر ۱۹۶۷ء صفحہ ۶)

پس محض "شعائر اللہ" ہونے کی وجہ سے نام رکھنے میں کوئی روک نہیں ہو سکتی۔ مسجد اقصیٰ شعائر اللہ میں سے ہے مگر کیا وہ زمین جسے اَلْاَرْضُ الْمُقَدَّسَةُ قرار دیا گیا ہے وہ شعائر اللہ میں سے نہیں ہے ؟ اگر ہے اور یقیناً ہے تو کل کو یہ مولوی صاحبان اس پر بھی معترض ہوں گے کہ پاکستان کا نام پاکستان کیوں رکھا گیا ہے جو کہ الارض المقدسۃ کا لفظی ترجمہ ہے ؟ قرآن مجید میں تو اللہ تعالیٰ نے یہاں تک فرمایا ہے وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ (الحج ع ۵) کہ قربانی کے لئے جانے والے اونٹ بھی شعائر اللہ میں سے ہیں۔ تو کیا مولوی صاحبان اس سلسلہ میں بھی کوئی پابندی عائد کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ؟ خلاصہ یہ ہے کہ مسجد اقصیٰ کا شعائر اللہ میں سے ہونا اس بات کی ہرگز دلیل نہیں کہ اب آئندہ کسی مسجد کا نام تبرکاً "مسجد اقصیٰ" نہیں رکھا جا سکتا ؟

برصغیر ہند و پاک کی مسجد اقصیٰ کہلانے والی ایک درجن مشہور مساجد

اب ہم ذیل میں بارہ ایسی مشہور مسجدوں کی نشاندہی کرتے ہیں جن میں سے ہر ایک کا نام مسجد اقصیٰ ہے۔ یہ مسجدیں سالہا سال بلکہ صدیوں سے موجود ہیں اور ہر حصہ ملک میں موجود ہیں۔ روزمرہ ان کے ناموں کا ذکر اخبارات میں آتا رہتا ہے بعض کے سنگ بنیاد مفتی صاحبان نے اپنے ہاتھوں سے رکھے ہیں۔ ان مسجدوں پر یہ نام کندہ ہے۔ اس نام کے بورڈ آویزاں ہیں۔ بعض کے فوٹو بھی ہم سووِنیئر پر شائع کر رہے ہیں۔ وہ بارہ مسجدیں مندرجہ ذیل مقامات پر موجود ہیں۔

۱۔ سرنگاپٹم (بھارت) میں مسجد اقصیٰ

سلطان غازی فتح علی ٹیپوؒ کے مزار کے پاس سرنگاپٹم (ریاست میسور) میں ایک عالی شان مسجد بنام مسجد اقصیٰ موجود ہے۔ تاریخ کی مشہور کتاب "تاریخ سلطنت خداداد میسور" مؤلفہ جناب محمود بنگلوری مطبوعہ ۱۹۴۵ء (صفحہ ۹۲۵) پر لکھا ہے :-

"گنبد، مسجد اقصیٰ، مسجد اعلیٰ اور قلعہ کے اندر کی چھوٹی مسجدیں ایک ناظم کے تحت ایک خاص محکمے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ابھی حال میں گنبد، مسجد اعلیٰ اور مسجد اقصیٰ میں میسور گورنمنٹ نے برقی روشنی کا انتظام کیا ہے۔"

۲۔ دارالحکومت پاکستان اسلام آباد میں مسجد اقصیٰ

روزنامہ نوائے وقت لاہور لکھتا ہے :-

"پاکستان میں اسوقت بھی کئی مسجدوں کے نام مسجد اقصیٰ کے نام پر ہی رکھے گئے ہیں مثال کے طور پر دارالحکومت اسلام آباد میں بس سٹاپ کے قریب ہی

واقع ایک مسجد کا نام مسجد اقصیٰ ہے اور یہ بات اسلام آباد کے ہر شہری کو معلوم ہے۔"
(نوائے وقت ۷ ار نومبر ۱۹۶۰ء)

۳۔ حیدرآباد دکن (بھارت) میں مسجد اقصیٰ

حیدرآباد دکن کے اخبار سیاست میں عید الفطر کی نماز کیلئے مساجد اور اماموں کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ:۔

"مسجد اقصیٰ متصل باقر گنج سعید آباد کالونی سنٹرل جیل میں نماز عید سات بجکر پینتالیس منٹ پر ہوگی مولانا ابو تمیم صاحب صدر مرکزی جماعت اہل حدیث نماز پڑھائیں گے۔" (اخبار سیاست ۲۱ر دسمبر ۱۹۶۰ء)

۴۔ سکھر میں مسجد اقصیٰ

روزنامہ جنگ کراچی "سکھر میں مسجد اقصیٰ" کے عنوان سے لکھتا ہے:۔

"پرانے سکھر میں تانگہ اسٹینڈ کے نزدیک اس جمعہ کو مولانا مفتی عبد الحکیم نے مسجد اقصیٰ کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے مفتی عبد الحکیم نے ماہِ رمضان کی فضیلت پر روشنی ڈالی ۔۔۔۔ وہ لوگ قابلِ مبارکباد ہیں جو اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لے رہے ہیں۔" (روزنامہ جنگ کراچی ۱۵ر دسمبر ۱۹۶۰ء)

۵۔ ناظم آباد (کراچی) میں مسجد اقصیٰ

روزنامہ مشرق کراچی یکم جنوری ۱۹۶۱ء کا اعلان ملاحظہ فرمائیے:۔

"۱۳ر دسمبر ۱۹۶۰ء بروز اتوار مولانا احتشام الحق تھانوی مسجد اقصیٰ ناظم آباد ۳ میں ٹھیک ڈیڑھ بجے نماز ظہر پڑھائیں گے اور بعد نماز وعظ فرمائیں گے۔"

۶۔ لیاقت آباد (کراچی) میں مسجد اقصیٰ

ناظم دار العلوم مجددیہ کی طرف سے اعلان ہوا ہے کہ فطرہ اور زکاۃ کی وصولی کا ایک مرکز (۳۲) "خطیب مسجد اقصیٰ سندھی ہوٹل لیاقت آباد" ہوگا۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۳۰ر دسمبر ۱۹۶۰ء)

۷۔ دستگیر سوسائٹی (کراچی) میں مسجد اقصیٰ

ناظم صاحب دار العلوم امجدیہ نے اعلان کیا ہے کہ "دار العلوم امجدیہ کی جانب سے فطرہ اور زکوٰۃ کی وصولی" کا ایک مرکز (۲۶) "خطیب مسجد اقصیٰ دستگیر سوسائٹی نمبر ۱۵ ہوگا۔"
(روزنامہ جنگ کراچی ۳۰ر دسمبر ۱۹۶۰ء)

۸۔ شکار پور میں مسجد اقصیٰ

مکرم شیخ عبد الرشید صاحب شرما شکار پور سے لکھتے ہیں:۔

"یہاں شکار پور میں بھی مسجد اقصیٰ کے نام کی ایک مسجد ہے جو ریلوے روڈ نزد لیاقت پارک پر واقع ہے۔"

۹۔ حیدرآباد (پاکستان) میں مسجد اقصیٰ

مکرم مولانا غلام احمد صاحب فرخ لکھتے ہیں:۔

"لطیف آباد یونٹ ۶ حیدرآباد میں ایک مسجد زیر تعمیر ہے جس کا نام مسجد اقصیٰ ہے اور اس پر ایک بڑا بورڈ لگایا گیا ہے جس پر مسجد اقصیٰ لکھا ہوا ہے۔"

۱۰۔ دہلی میں مسجد اقصیٰ

مشہور مؤرخ میرزا حیرت دہلوی لکھتے ہیں کہ دہلی کے فیض بازار میں قاضی واڑہ کے پاس روشن الدولہ کی سنہری مسجد ہوا کرتی تھی جس کے تین سنہری برج تھے اور اس پر یہ کتبہ کندہ تھا:

سالِ تاریخش رسائی یافت از الہام غیب
مسجد چوں بیت اقصیٰ مہبطِ نور الٰہ

[illegible]

۱۱۔ لاہور میں مسجد اقصیٰ

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے پاس جو عالیشان مسجد تعمیر شدہ ہے اس پر جو قطعہ تاریخ کندہ ہے وہ علامہ اقبال نے کہا ہے الفاظ یہ ہیں ؎

"سال بنائے حرم مومناں
خواہ ز جبریل و ز ہاتف مجو
چشم بر المسجد الاقصیٰ فگن
اَلَّذِی بَارَکْنَا ہم بگو"

(باقیات اقبال مؤلفہ سید عبدالواحد منہ ۴۹)

۱۲۔ لائلپور میں مسجد اقصیٰ

مکرم راجہ طاہر احمد صاحب اور مکرم حکیم محمد اسلم صاحب نے لکھا ہے :-

"لائلپور میں پلاٹ نمبر B/197 بٹالہ کالونی میں ایک مسجد تعمیر شدہ ہے اسکے ماتھے پر بڑے موٹے حروف میں مسجد اقصیٰ اہلحدیث لکھا ہوا ہے۔"

ہم فی الحال ان ایک درجن مسجدوں کی نشاندہی پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ ان سب کا نام مسجد اقصیٰ رکھا گیا ہے، سب لوگوں میں مشہور ہے، روزمرہ لکھا اور بولا جاتا ہے ورنہ ہمارے پاس اور بھی طویل فہرست ہے جن میں مسجد اقصیٰ کے علاوہ مسجد مدینہ، مسجد قدس، مسجد مکی وغیرہ ناموں کی مسجدیں بھی اکناف عالم میں موجود ہیں۔

مقام حیرت ہے کہ مدیر لولاک اور مدیر المنبر لائلپور میں بستے ہیں اگر وہ سرنگاپٹم، اسلام آباد، سکھر، شکارپور، کراچی، حیدرآباد وغیرہ مقامات کی مساجد اقصیٰ سے ناواقف تھے تو کیا انہیں لائلپور کی "مسجد اقصیٰ اہلحدیث" بھی نظر نہ آتی تھی؟ اگر ان ساری مسجدوں کا نام مسجد اقصیٰ رکھنے سے "شعائر اللہ" کی توہین لازم نہیں آتی، اسلام دشمنی کا اظہار نہیں ہوتا اور "مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی" نہیں ہوتی تو کیا وجہ ہے کہ محض غریب احمدیوں کے اپنی مسجد کا نام مسجد اقصیٰ رکھنے سے یہ باتیں لازم آجاتی ہیں؟

مدیر لولاک کی بے باکانہ جسارت

ہم نے الفرقان دسمبر ۱۹۶۹ء میں اسلام آباد، سرنگاپٹم اور کراچی کی مسجدوں کا ذکر کیا تھا اس پر اخبار لولاک کے احراری مدیر صاحب لکھتے ہیں :-

"جہاں تک اسلام آباد، سرنگاپٹم اور کراچی میں اس مقدس نام (مسجد اقصیٰ۔ ناقل) کو استعمال کرنے کا سوال ہے تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وہاں کے نادان مسلمانوں نے اظہار عقیدت کے طور سے یہ نام رکھ لئے ہیں" (لولاک ۲۲ دسمبر ۱۹۶۹ء)

اب ہم پوچھتے ہیں کیا مذکورہ بالا بارہ[12] مساجد کے بارے میں بھی ان کا یہی "ارشاد" ہے؟ کیا یہ سب لوگ جنہوں نے مسجد اقصیٰ نام رکھا اور اس کا استعمال کر رہے ہیں نادان ہیں؟ کیا مولوی تاج محمود صاحب احراری کے نزدیک جناب مفتی عبدالحکیم صاحب سکھر نادان ہیں؟ کیا علامہ اقبال نادان ہیں؟ کیا مولوی احتشام الحق صاحب تھانوی نادان ہیں؟ کیا دارالعلوم محمدیہ کے ناظم صاحب نادان ہیں؟ ہاں کیا سرنگاپٹم سے لیکر حیدرآباد دکن، دہلی، لاہور، لائلپور، اسلام آباد، حیدرآباد پاکستان اور کراچی کے لاکھوں کروڑوں مسلمان نادان ہیں؟ اور دانا ہیں تو صرف مولوی تاج محمود احراری؟ سچ ہے لاجواب ہو کر یہ مولوی صاحبان ایسی ہی بدخوئی کا اظہار کیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکو سمجھ عطا فرمائے اور قبول حق کی توفیق بخشے۔ آمین۔

سورۃ نساء ع

البَیَانُ

قرآن مجید کا سلیس اُردو ترجمہ مختصر اور مفید تفسیری حواشی کیساتھ

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ یُؤْمِنُوْنَ

کیا تو نے ان لوگوں کا حال نہیں دیکھا جنہیں کامل شریعت کا صرف ایک حصہ دیا گیا تھا وہ اب (کامل شریعت قرآن مجید پر ایمان لانے کی بجائے)

بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَیَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا

جادو اور شیطانوں پر ایمان لا رہے ہیں اور ان بت پرست کافروں کے حق میں یہاں تک کہتے ہیں کہ

هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِیْلًا ۝

یہ (مشرک) راہِ حق پانے کے لحاظ سے مومنوں سے بہتر ہدایت یافتہ ہیں۔

اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ یَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ

یہ (یہودی) وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔ اور جس پر اللہ تعالیٰ لعنت کر دے تو اس کے لئے کسی کو

تفسیر۔ اس رکوع میں نو آیات ہیں۔ پہلی آیت میں یہود کی اعتقادی اور عملی حالت کا ذکر ہے۔ وہ قرآن پاک کی کامل اور جامع شریعت کے نزول پر جو ان کی کتاب تورات کا مصدق ہے ایمان لانے کی بجائے اس سے اعراض کر رہے ہیں اور حقیقت کو اختیار کرنے کی بجائے توہم پرستی کا شکار ہو رہے ہیں جادو اور ٹونے ٹوٹکوں پر یقین رکھتے ہیں اور طاغوتی طاقتوں پر بھروسہ کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس طرح وہ اسلام کو مٹانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ان کی حاسدانہ زندگی انکو اس حد تک لے گئی ہے کہ مدعیٔ توحید ہونے کے باوجود اہلِ توحید مسلمانوں کو بت پرستوں اور مشرکوں سے بھی بدتر کہتے ہیں (آج کے بعض مولوی بھی احمدیوں کو آریوں اور عیسائیوں سے بدتر قرار دیکر یہود کے مشابہت کی پیشگوئی پوری کر رہے ہیں)

تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ

حقیقی مدد کرنے والا نہ پائے گا ۔ کیا ان کو حکومت کا کچھ حصہ حاصل ہے ؟

فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ۝ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ

تب تو یہ دوسرے لوگوں کو ذرہ بھی دینے کے لئے تیار نہ ہوں گے ۔ کیا آج یہ دوسروں (یعنی مسلمانوں) پر اس وجہ سے حسد کرتے

عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ

ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان (مسلمانوں) کو اپنے فضل (قرآن و اسلام) سے نوازا ہے (انکو یاد رہے کہ) ہم اس سے پہلے آل ابراہیمؑ کو

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝

شریعت و حکمت سے نواز چکے ہیں اور ہم نے ان کو عظیم بادشاہت عطا کی تھی ۔

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۭ وَ

پس ان میں سے بعض اس (فضل) پر ایمان لاتے ہیں اور بعض اس سے رُوگردانی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی روکتے ہیں

كَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا

(ان کے اس اعراض کے نتیجہ میں) جہنم خوب بھڑکنے والا ہے ۔ یقیناً ہم ان لوگوں کو جو ہماری آیات کا انکار کرتے ہیں

دوسری **آیت** میں یہود کے اس بُرے طریق کا انجام بتایا گیا ہے یعنی وہ موردِ لعنت ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی اس لعنت کا نتیجہ یہ بتایا ہے کہ انہیں حقیقی اور بے لوث مددگار میسر نہ آئے گا ۔ وہ دنیا و آخرت میں انجامکار نامراد رہیں گے ۔ **تیسری آیت** میں بتایا گیا ہے کہ یہ یہود اپنی بُری سرشت کے باعث حکمرانی کے ہرگز اہل نہیں ہیں ۔ وہ اتنے خودغرض اور نفس پرست ہیں کہ رعایا سے سخت بخل سے پیش آئیں گے اسلئے اگر کبھی انہیں عارضی طور پر حکومت مل بھی گئی تو وہ دیرپا نہ ہوگی ۔ **چوتھی آیت** میں یہود کے اس حسد کا ذکر ہے جو وہ مسلمانوں کے **خیر امت** قرار پانے اور موردِ **فضل** بننے پر کر رہے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم قبل ازیں ایک حصہ آلِ ابراہیمؑ کو نواز چکے ہیں ۔ انکو شریعت اور حکمت اور حکومت دے چکے ہیں اب اگر ہم نے اپنے وعدہ کے مطابق دوسرے حصہ کو اپنے فضل سے نوازا ہے اور آلِ ابراہیمؑ کے دوسرے حصہ ، نسلِ اسمٰعیلؑ کو شریعت اور حکمت اور حکومت دیدی ہے تو بدعمل

سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ

کچھ عرصہ کے بعد آگ میں داخل کر کے جلائیں گے ۔ جب بھی ان کے چمڑے جھلس کر بے حس ہونے لگیں گے

بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

تو ہم ان کے اور چمڑے بدل دیں گے تا وہ عذاب کو چکھتے رہیں ۔ اللہ تعالےٰ

كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

غالب حکمت والا ہے ۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک و مناسب حال عمل کئے

سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

ہم ان کو جلد ہی ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے ساتھ نہریں جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیش رہنے والے

اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ؗ وَّنُدْخِلُهُمْ

ہیں ۔ ان کے لئے باغات میں پاکیزہ جوڑے ہوں گے ہم ان کو ٹھنڈے

ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ

سایوں میں داخل کریں گے ۔ اللہ تعالیٰ تم کو تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے

یہود کو غصہ کرنے کا کیا حق ہے ؟ **پانچویں آیت** میں یہود کو انکار و اعراض کی بجائے ایمان لانے کی ترغیب دی گئی ہے لفظ صَدَّ (ماضی) بلحاظ اپنے مصدر ولی صُدُوْدًا اور صَدًّا کے لازم اور متعدی استعمال ہوتا ہے گویا یہ خود اعراض کرنے اور دوسرں کو روکنے کے معنے رکھتا ہے **چھٹی آیت** میں ذکر فرمایا ہے کہ اہلِ جہنم کے احساسِ عذاب کو تازہ رکھنے کے لئے انکے چمڑے بدلتے رہیں گے ۔ رُوح تنہا عذاب کو محسوس نہیں کر سکتی اسلئے اس کیلئے مناسب حال جسم ملتا رہیگا ۔ احساس کو تازہ رکھنے کی غرض ان لوگوں کی اصلاح ہے ۔ **ساتویں آیت** میں مومنوں کے نیک انجام کا بیان ہے جو اُن کی روح اور جسم کے لئے سکینت بخش ہوگا ۔ انہیں باغات نصیب ہوں گے اور انکے بہترین اور پاکیزہ ساتھی ہونگے ۔ انہیں یہ نعمتیں جن کی پوری کیفیت کو ہم اس زندگی میں تصور نہیں کر سکتے دائمی طور پر حاصل ہوں گی ۔ **آٹھویں** اور **نویں** آیتوں میں جنت پر منتج ہونیوالے معاشرہ کی بعض خصوصیات

إِلَىٰٓ أَهْلِهَا ۙ وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا

اہل لوگوں کے سپرد کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو ان میں عدل و انصاف سے

بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ

فیصلہ کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو کیا ہی اچھا وعظ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ

سَمِيعًا بَصِيرًا ○ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ

سُننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ اے ایماندارو! تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور

أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي

اس رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے اولوالامر (حاکموں) کی اطاعت کرو۔ اگر تم میں باہم کوئی نزاع

شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

ہو جائے تو اسے اللہ تعالیٰ اور اس رسول ؐ کی طرف لوٹاؤ اور اگر تم واقعی اللہ تعالیٰ

ع ۹ ۵ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ○

اور یوم آخرت پر ایمان لانیوالے ہو۔ یہ طریق بہت بہتر اور انجام کے لحاظ سے نہایت اچھا ہے۔

کا ذکر کیا گیا ہے۔ مومنوں کے نظامِ جہانبانی کے اصول بتائے گئے ہیں۔ روحانی اور تمدنی اور جسمانی امانتوں کو ان کے اہل لوگوں کے سپرد کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور جب عوام کی آراء سے **نمائندہ حکومت** بن جائے تو حکمرانوں کے لئے اس **ہدایت** کا بیان ہے کہ وہ بلا رُو رعایت منصفانہ فیصلے کیا کریں۔ اہلِ ایمان کو اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے رسولؐ اور اولوالامر حکام کی اطاعت کی تلقین کی گئی ہے یہ اس **اسلامی نظامِ حاکمیت** کا اصولی خاکہ ہے جسے اسلام دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہے اس میں ہر تنازعہ کا فیصلہ خدا اور رسولؐ کے حکم کے مطابق ہوتا ہے اور ہر جھگڑے کو ایمانداری سے حل کیا جاتا ہے۔ عدل کا پیمانہ ہر جگہ جاری و ساری ہے، نہ جنبہ داری ہے اور نہ خویش پروری کا انداز ہے۔ ہر فرد کو ترقی کے یکساں مواقع ملتے ہیں اور ہر جگہ آسمانی بادشاہت کی جلوہ گری ہے۔ اخروی جنّت میں جانیوالوں کے لئے دنیا میں جنّت کا یہ ایک نقشہ ہے۔ کتنا اچھا نقشہ ہے اور کس قدر بہتر نظام اور شاندار انجام اسلام نے پیش کیا ہے۔

لاہور، سرہند شریف اور دہلی میں "مسجد اقصیٰ" اور "کعبہ" کا انکشاف

(از قلم جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد)

> "اللہ کے مرد جہاں رہتے ہیں وہیں بیت المقدس اور کعبہ مطہر اور عرش اور کرسی ہے۔" (حضرت فرید الدین عطار)

لاہور کی "المسجد الاقصیٰ"

حضرت داتا گنج بخش ابوالحسن سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ مبارک کے ساتھ ہی ایک شاندار مسجد ہے جس کی تعمیر حضرت نے خود کرائی تھی جیسا کہ شہزادہ دارا شکوہ نے سفینۃ الاولیاء میں ذکر کیا ہے۔ ۱۹۲۱ء/۱۳۴۰ھ میں میاں غلام رسول صاحب رئیس گکھڑ والا نے اس قدیم اور مقدس مسجد کی توسیع کر کے اسے از سر نو تعمیر کرایا اور ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب نے اس پر حسب ذیل قطعۂ تاریخ کہا جو مسجد کے دروازے پر کندہ ہے:-

سال بنائے حرم مومناں
خواہ ز جبریل و ز ہاتف مجو
چشم بہ "المسجد الاقصیٰ" فگن
"الذی بارکنا" ہم بگو
۱۳ھ

("باقیات اقبال" مرتبہ سید عبدالواحد معینی ایم۔اے صفحہ ۴۹ "نقوش لاہور نمبر" صفحہ ۵۲)

لاہور میں "کعبۃ اللہ"

۱۲۶۶ھ (مطابق ۱۸۴۹ء) میں لاہور کے ایک محلہ "چیلہ کا حمام" میں شیخ نواب امام الدین خان ناظم صوبہ کشمیر کی طرف سے ایک عالیشان مسجد تعمیر کی گئی جس کی تین محرابیں ہیں۔ درمیانی محراب کے اوپر سنگِ مرمر کی تختی پر کلمہ طیبہ کے نیچے یہ چار مصرعے نقش ہیں ؎

امام الدین خاں نواب ذی جاہ
عمارت کرد مسجد حسب دلخواہ
چو تاریخش بجستم ہاتف غیب
بگفتا فی الحقیقت کعبۃ اللہ

۱۲ ھ ۶۶

(رسالہ نقوش، لاہور نمبر صفحہ ۵۹)

دہلی کی "مسجد بیت مقدس" و "بیت اقصیٰ"

دہلی میں دہلی دروازہ کے سامنے تھوڑے فاصلہ پر جواد خاں کی سنہری مسجد واقع ہے جو ۱۷۵۱ء میں تعمیر ہوئی تھی۔ اس مسجد کی بائیں طرف کاٹ سے دالان میں بعض تبرکات رکھے تھے اور دالان پر یہ کتبہ کندہ ہے :۔

سال تاریخش چہ خرم یافت از الہام غیب
مسجد بیت مقدس مطلع نور الٰہ

اس کے علاوہ دہلی کے فیض بازار میں قاضی واڑہ کے پاس روشن الدولہ کی سنہری مسجد ہوا کرتی تھی جس کے تین سنہری برج تھے اور اس پر یہ کتبہ کندہ تھا :۔

سال تاریخش رسائی یافت از الہام غیب
مسجد چوں بیت اقصیٰ مہبط نور الٰہ

ان ہردو مساجد کے ان کتبات کا ذکر دہلی کے مشہور و معروف ادیب و صحافی میرزا حیرت دہلوی کی کتاب چراغ دہلی کے صفحہ ۳۵۹، ۳۶۱ میں تفصیل سے ملتا ہے۔

حضرت نظام الدین اولیاؒ کی [illegible] کعبہ

میرزا حیرت دہلوی نے اپنی اسی کتاب کے ص۳۹۶ پر درگاہ نظام الدین اولیاء کی تاریخ پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ "درگاہ کا بیرونی دروازہ ۱۳۷۸ء میں فیروز شاہ نے بنوایا تھا اور اسی بادشاہ کا بنوایا ہوا اندرونی دروازہ باؤلی کی اُس طرف موجود ہے ..... ۱۰۱۷ھ[۱] میں یعنی جہانگیر کے عہد میں فرید خاں نے جنہوں نے فرید آباد بسایا ہے نہایت عمدہ سیپ کا کام کیا ہوا چوبی چھپرکٹ چڑھایا اُس میں سیپ کی پچکاری سے یہ اشعار کندہ ہیں :۔

. . . .

ہر جہاں کعبہ مربع او
چار در از چہار در وا کرد

. . . .

ہر کہ رُخ از مقام او تابید
پشت بر کعبہ معلّٰی کرد

. . . .

خاک روب مقامش ار باشی
مے تواں کارِ صد مسیحا کرد"

سرہند شریف میں کعبہ

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی مستند سوانح عمری حدیقۂ محمودیہ ترجمہ روضیہ قیومیہ کے ص[illegible] پر لکھا ہے کہ :۔

"حضرت مجدد الف ثانی کو ہمیشہ کعبہ شریفہ کی زیارت کا شوق رہتا تھا، بعض موانع کے سبب تشریف نہیں لے جا سکتے تھے۔ اس سال میں وہ شوق مشتعل ہوا ایسا کہ آپ

---

[۱] مطابق ۱۶۰۸-۹ء (ناقل)

بے قرار ہوگئے۔ اسی سبب جیسے میں بیٹھے تھے کیا مشاہدہ فرماتے ہیں کہ تمام عالم، انسان، فرشتے، جنّ سب کی سب مخلوق، نماز میں مشغول ہے اور سجدہ آپ کی طرف کر رہے ہیں۔ حضرت اس کیفیت کو دیکھ کر متوجہ ہوئے۔ توجہ میں ظاہر ہوا کعبہ معظمہ آپ کی ملاقات کے لئے آیا ہے اور آپ کے وجود با جود کو گھیرے ہوئے ہے اس لئے نماز پڑھنے والوں کا سجدہ آپ کی طرف ہوتا ہے۔ اسی اثناء میں الہام ہوا کہ تم کعبہ کے مشتاق تھے ہم نے کعبہ کو تمہاری زیارت کے لئے بھیج دیا ہے اور تمہاری خانقاہ کی زمین کو بھی کعبہ کا رتبہ دے دیا ہے۔ جو نور کعبہ میں تھا اُسی نور کو اس جگہ امانت کر دیا ہے۔ اس کے بعد کعبہ شریف نے خانقاہ مبارک میں حلول کیا اور دونوں کی زمین باہم مل جل گئی۔ اس زمین کو بیت اللہ کی زمین میں فناء اور بقاء اتم حاصل ہوا اور خانقاہ حضرت مجدّد الف ثانی کی ساری کی ساری زمین مع دقائق و حقائق کے کعبہ کی زمین سے خلط ملط ہو کر متحقق ہو گئے۔ اتنے میں ہاتف نے غیب سے آواز دی کہ "یہ مجدّد الف ثانیؒ کی مسجد روئے زمین کی مسجدوں سے سوائے مسجد الحرام اور مسجد النبی اور مسجد الاقصیٰ کے اعلیٰ اور افضل ہے اور دنیا کی مقدس تر مسجدوں میں چوتھی یہ مسجد ہے۔ جو اجر نماز پڑھنے والے کو ان مساجد میں نماز پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے وہی اجر تربیت کا اس مسجد میں حاصل ہوگا۔"

(حدیقہ محمودیہ صفحہ ۹۶ مطبوعہ مطبع بلبیر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب۔ ناشر و مترجم ولی اللہ صدیقی۔ اشاعت یکم صفر ۱۳۰۸ھ ۱۸۹۰ء)

ہر بزرگ کے ساتھ بیت المقدس اور خانہ کعبہ

یاد رہے کہ صرف لاہور، دہلی اور سرہند شریف ہی پر موقوف نہیں قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، مقبول بارگاہِ رب العالمین حضرت شیخ فریدالدین عطار (مؤلف تذکرۃ الاولیاء) رضی اللہ عنہ کے نظریہ و عقیدہ کے مطابق تو جہاں بھی کوئی بزرگ موجود ہے وہاں بیت المقدس بلکہ خانہ کعبہ اور عرش و کرسی تک موجود ہیں۔ چنانچہ رسالہ انوار الصوفیہ لاہور بابت ماہ دسمبر ۱۹۱۵ء صفحہ ۶۲-۶۳ پر مندرجہ ذیل روایت درج ہے کہ:-

"نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک فقیر صوفیوں بیت المقدس سے حضرت قطب الکاملین شیخ فریدالدین کی خدمت میں آیا اور تسلیم بجا لایا۔ آپ نے فرمایا بیٹھو بیٹھو!! اس فقیر کے ہمراہی آپ کی طرف تیز تیز دیکھنے لگے اور آپ سر جھکائے بیٹھے تھے آخر اُس درویش کو تاب نہ رہی۔ اور اُٹھا اور سر قدموں میں رکھا اور کہا یا حضرت میں نے تم کو بیت المقدس میں دیکھا تھا اور پوچھا تھا کہ تم کون ہو؟ اور آپ نے فرمایا تھا کہ میں شیخ اجودھنی ہوں۔ آپ نے فرمایا سچ کہتے ہو۔ مگر تم نے تو عہد کیا تھا کہ یہ بات کسی سے ظاہر نہ کروں گا۔ وہ عہد درویش کو یاد آیا۔ شرمندہ ہوا اور کہا۔ ہاں یا حضرت! میں نے کہا تھا مگر آپ کے رُعب سے بھول گیا۔ آپ نے فرمایا اے عزیز! **اللہ کے مرد جہاں رہتے ہیں وہیں بیت المقدس اور کعبہ مطہر اور عرش اور کرسی ہے۔**"

(رسالہ انوار الصوفیہ لاہور دسمبر ۱۹۱۵ء صفحہ ۶۲-۶۳)

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین؛

پادری عبدالحق صاحب بالکل خاموش ہیں

بھارت سے بعض غیر از جماعت معزز دوست دریافت کر رہے ہیں کہ الفرقان دسمبر ۱۹۶۲ء صفحہ ۲۵ پر شائع شدہ خط کے سلسلہ میں پادری عبدالحق صاحب آف چنڈی گڑھ (بھارت) نے کیا جواب دیا ہے۔ کیا وہ مناظرات کے لئے تیار ہوئے ہیں؟

ایسے احباب کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ تاحال جناب پادری عبدالحق صاحب بالکل خاموش ہیں ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔ (ابوالعطاء جالندھری ۱۱ فروری ۱۹۶۳ء)

یاجُوج وماجُوج اوراُن کا انجام

(از ابُو العطاء)

{مندرجہ ذیل مضمون جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ ربوہ منعقدہ ۱۱-۱۲-۱۳ جنوری ۱۹۶۶ء میں بصورت تقریر بیان ہوا۔ افادۂ عام کے لئے درج شائع کیا جاتا ہے ——— (ایڈیٹر)}

اللہ تعالیٰ نے اپنے آسمانی نوشتوں بالخصوص اپنی پاک اور کامل کتاب قرآن مجید میں آخری زمانہ کے جن عظیم حوادث کی خبر دی ہے ان میں یاجوج وماجوج کے خروج، ان کی فتنہ انگیزی، ان کے مادی غلبہ واقتدار اور پھر ان کے ہولناک انجام کی خبر خاص اہمیت رکھتی ہے۔ تورات، انجیل اور قرآن مجید میں یاجوج و ماجوج کا ذکر موجود ہے۔ یاجوج ماجوج کا فتنہ آخری زمانہ میں سب سے عظیم فتنہ ہے اور سب سے بڑی خطرناک تحریک ہے۔ یاجوج ماجوج کی تباہی اور بربادی یا ان کا اصلاح پانا یا ہدایت یافتہ ہونا دنیا کا سب سے بڑا واقعہ ہے اسلئے صحف سماویہ میں ان کا تذکرہ ہے۔ تاریخی کتابوں میں ان کا بیان ہے۔ احادیث وروایات میں ان کے متعلق بہت کچھ آیا ہے بعض افسانہ گو لوگوں نے ان کے بارے میں نہایت مبالغہ آمیز اور غیر معقول قصے بھی گھڑ رکھے ہیں تاہم یہ حقیقت اپنی جگہ پر قائم ہے کہ یاجوج وماجوج کا فتنہ آخری زمانے کا سب سے بڑا فتنہ ہے۔

یاجوج وماجوج کے بارے میں صحیح حالات اور حقیقی پیشگوئیاں قرآن مجید نے بیان فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں دو سورتوں میں یاجوج ماجوج کا نام لیکر ان کا ذکر کیا ہے۔ سورۃ الانبیاء میں فرمایا:-

وَحَرَامٌ عَلٰی قَرْیَۃٍ اَھْلَکْنٰھَآ
اَنَّھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ۝ حَتّٰی
اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ
وَھُمْ مِّنْ کُلِّ حَدَبٍ
یَّنْسِلُوْنَ ۝ وَاقْتَرَبَ
الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا ھِیَ
شَاخِصَۃٌ اَبْصَارُ الَّذِیْنَ
کَفَرُوْا یٰوَیْلَنَا قَدْ
کُنَّا فِیْ غَفْلَۃٍ مِّنْ ھٰذَا
بَلْ کُنَّا ظٰلِمِیْنَ ۝ اِنَّکُمْ
وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ
حَصَبُ جَھَنَّمَ اَنْتُمْ لَھَا
وَارِدُوْنَ ۝ (الانبیاء ع)

ترجمہ:- اور ہر ایک بستی جسے ہم نے ہلاک کیا
ہے اس کے لئے یہ فیصلہ کر دیا گیا ہے
کہ اس کے بسنے والے لوٹ کر اس دنیا
میں نہیں آئیں گے۔ یہاں تک کہ جب
یاجوج اور ماجوج کے لئے دروازہ کھول
دیا جائے گا اور وہ ہر پہاڑی اور ہر
سمندر کی لہر پر سے پھلانگتے ہوئے
دنیا میں پھیل جائیں گے۔ اور (خدا کا)
سچا وعدہ قریب آجائے گا تو اسوقت
کافروں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی
اور وہ کہیں گے ہم پر افسوس! ہم تو
اس دن کے متعلق سخت غفلت میں پڑے
رہے بلکہ ہم لوگ تو ظالم تھے۔ (اسوقت
کہا جائے گا) تم بھی اور جن چیزوں
کی تم اللہ کے سوا پرستش کرتے تھے سب
کی سب جہنم کا ایندھن بنیں گی۔ تم سب
اس میں داخل ہو گے۔

دوسری جگہ سورۃ الکہف میں ذوالقرنین کے ذکر میں
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ
يَاْجُوْجَ وَ مَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ
فِي الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ
خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا
وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۝ قَالَ مَا
مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ
فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ
بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۝
اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ حَتّٰٓى
اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ
قَالَ انْفُخُوْا حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ
نَارًا قَالَ اٰتُوْنِيْٓ اُفْرِغْ
عَلَيْهِ قِطْرًا ۝ فَمَا اسْطَاعُوْٓا
اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا
لَهٗ نَقْبًا ۝ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ
مِّنْ رَّبِّيْ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ
رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ وَكَانَ
وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ۝ وَتَرَكْنَا
بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ
فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ
فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۝ وَّ
عَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ
لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا ۝ الَّذِيْنَ
كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ
عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا
يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ۝

(الکہف ع ۱۱)

ترجمہ:- انہوں نے کہا (کہ) اے ذوالقرنین!
یاجوج ماجوج یقیناً اس ملک میں فساد
پھیلا رہے ہیں پس کیا ہم (لوگ) آپ
کے لئے کچھ خراج اس شرط پر مقرر

کر دیں کہ آپ ہمارے درمیان اور
ان کے درمیان ایک روک بنا دیں۔
اس نے کہا (کہ) اس قسم کے کاموں)
کے متعلق میرے رب نے جو طاقت
مجھے بخشی ہے وہ (دشمنوں کے سامانوں
سے) بہت بہتر ہے اس لئے تم مجھے
مقدور بھر مدد دو تا کہ میں تمہارے
درمیان اور ان کے درمیان ایک
روک بنا دوں۔ تم مجھے لوہے کے
ٹکڑے دو (چنانچہ وہ روک تیار
ہونے لگی) یہاں تک کہ جب اس نے
(پہاڑی کی) ان (دونوں) چوٹیوں
کے درمیان برابری پیدا کر دی تو اس
نے (ان سے) کہا (کہ اب اس پر آگ
دھونکو۔ حتیٰ کہ جب اس نے اُسے
(بالکل) آگ (کی طرح) کر دیا تو (ان
سے) کہا (کہ اب) مجھے (گلا ہوا) تانبا
(لا) دو۔ تا کہ میں (اسے) اس پر ڈال
دوں۔ بس (جب وہ دیوار تیار ہو گئی
تو) وہ (یعنی یاجوج و ماجوج) اس پر
چڑھ نہ سکے اور نہ اس میں کوئی سوراخ
کر سکے۔ (اس پر) اس نے کہا (کہ) یہ
(کام محض) میرے رب کے خاص احسان
سے (ہوا) ہے۔ پھر جب (عالمگیر
عذاب سے متعلق) میرے رب کا وعدہ
(پورا ہونے پر آئے گا) تو وہ اس (روک)
کو (توڑ کر) زمین سے پیوست شدہ
ایک ٹیلہ بنا دیگا۔ اور میرے رب کا
وعدہ (ضرور) پورا ہو کر رہنے والا
ہے۔ اور (جب اس کے پورا ہونے کا
وقت آئے گا تو) اس وقت ہم انہیں
ایک دوسرے کے خلاف جوش سے
حملہ آور ہوتے ہوئے چھوڑ دیں گے اور
بگل بجایا جائے گا تب ہم ان (سب)
کو اکٹھا کر دیں گے۔ اور ہم اس دن
جہنم کو کافروں کے بالکل سامنے لے آئینگے
(وہ کافر) جن کی آنکھیں میرے ذکر
(یعنی قرآن کریم) کی طرف سے (غفلت کے)
پردہ میں تھیں اور وہ سننے کی طاقت
(بھی) نہیں رکھتے تھے۔

ان آیات کریمہ میں چار اہم بنیادی امور کا بیان
ہے۔ اوّل یاجوج ماجوج کے صفات و حالات کا
تذکرہ ہے۔ دوم یاجوج ماجوج کے دو دوروں کا
اشارہ ہے۔ ایک جبکہ وہ محصور اور محدود المقام تھے
دوسرے جبکہ وہ آخری زمانہ میں دنیا بھر میں پھیل جائینگے۔
سوم پھران آیات میں ذوالقرنین اور آخری موعود
کا تذکرہ ہے، وعدہ کے وقت کا بیان ہے۔ چہارم
آخر میں یہ بتایا گیا ہے کہ یاجوج و ماجوج کا انجام کیا ہو گا
اور آسمانی تقدیر ان کے بارے میں کس طرح ظاہر ہو گی۔
تفصیل کے لئے میں نے مضمون کو ۴ حصوں میں تقسیم

کر دیا ہے۔

(حصہ اوّل)

یاجوج وماجوج کی تعیین

قرآنی بیانات کی تائید بائبل اور تاریخوں سے بھی ہوتی ہے۔ آئیے سب سے پہلے یہ معلوم کریں کہ یاجوج وماجوج کون ہیں؟

(الف) اس بارے میں سب سے پہلے تورات کے مندرجہ ذیل بیانات ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔ لکھا ہے:۔

(۱) "یافث کے بیٹے یہ ہیں۔ جمرؔ اور ماجوجؔ اور مادیؔ اور یونانؔ اور توبلؔ اور مسکؔ اور تیراسؔ۔" (پیدائش ۱۰/۲)

(۲) "خداوند یہوواہ یوں کہتا ہے کہ دیکھ اے جوج! روشؔ اور مسکؔ اور توبالؔ کے سردار میں تیرا مخالف ہوں۔"
(حزقیل ۳۸/۲)

(۳) "اور میں ماجوج پر اور ان پر جو جزیروں میں بے پروائی سے سکونت کرتے ہیں ایک آگ بھیجوں گا اور وہ جانیں گے کہ میں خداوند ہوں۔"
(حزقیل ۳۹/۶)

ان تینؔ اقتباسات سے ظاہر ہے کہ حضرت نوحؑ کے بیٹے یافث کی اولاد میں ایک بیٹا ماجوج نامی تھا۔ نیز یہ کہ جوج روس اور ماسکو کے سردار ہیں۔ پھر یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ماجوج قوم کا تعلق جزائر سے بھی ہے۔

(ب) یاجوج وماجوج کی تعیین میں خود اس نام کی لغوی حقیقت بھی ہماری راہبری کر سکتی ہے۔ بلکہ یہ ایک صداقت ہے کہ اس نام پر غور کرنے سے ہم یقینی طور پر یاجوج وماجوج کی نشاندہی کر سکتے ہیں۔ اہل لغت کا یاجوج وماجوج کے عجمی نام ہونے یا مشتق عربی اسم ہونے کے متعلق اختلاف ہے۔

علامہ ابو البقاء اپنی مشہور کتاب املاء ما من بہ الرحمٰن میں جو الاعراب لابی البقاء کے نام سے مشہور ہے لکھتے ہیں:۔

"هما اسمان اعجميان لم ينصرفا
للعجمة والتعريف ويجوز
همزهما وترك همزهما
وقيل هما عربيان فيأجوج
يفعول مثل يربوع ومأجوج
مفعول مثل معقول وكلاهما
من أجّ الظليم اذا اسرع
او من اجت النار اذا التهبت
ولم ينصرفا للتعريف والتانيث۔"
(الاعراب لابی البقاء جلد ۲
مطبوعہ مصر)

ترجمہ۔ یاجوج وماجوج دونوں عجمی نام ہیں عجمیت اور معرفہ ہونے کے باعث غیر منصرف ہیں۔ انہیں ہمزہ کے ساتھ

پڑھنا بھی جائز ہے اور بغیر ہمزہ کے بھی بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ عربی لفظ ہیں۔ یاجوج یربوع کی طرح یفعول کے وزن پر، اور ماجوج معقول کی طرح مفعول کے وزن پر ہے۔ اور دونوں کا اشتقاق یا تو اُج الظلیم (شتر مرغ تیز رفتاری سے چلا) سے بمعنی سرعت ہے اور یا أجت النار (آگ بھڑک اُٹھی) سے مشتق ہے بمعنی مشتعل ہونے کے۔ اس صورت میں معرفہ اور مؤنث ہونے کی وجہ سے دونوں غیر منصرف ہیں۔"

امام فخر الدین رازیؒ نے اپنی تفسیر میں یاجوج ماجوج کے سلسلہ میں تحریر کیا ہے کہ:۔

"فی یأجوج وماجوج قولان (الاوّل) انّهما اسمان اعجمیان موضوعان بدلیل منع الصرف (والقول الثانی) انّهما مشتقان ...... القائلون بکون هذین الاسمین مشتقین ذکروا وجوهًا (الاوّل) قال الکسائی یاجوج وماخوذ من تأجج النار وتلهبها فلسرعتهم فی الحرکة سمّوا بذلك وماجوج من موج البحر (الثانی) انّ یأجوج مأخوذ من تأجج الملح و هو شدة ملوحته فلشدتهم فی الحرکة سمّوا بذلك (الثالث) قال القتیبی هو مأخوذ من قولهم أجّ الظلیم فی مشیه یئجّ أجًّا اذا هرول وسمعت حفیفه فی عَدْوِه۔"

ترجمہ۔ یاجوج و ماجوج کے متعلق اہل لغت کے دو قول ہیں (۱) یہ دونوں وضعی طور پر عجمی ہیں کیونکہ غیر منصرف ہیں (۲) یہ دونوں عربی اشتقاق رکھتے ہیں۔ پھر قائلین اشتقاق نے اشتقاق کے بارے میں کئی وجوہ ذکر کی ہیں۔ اوّل امام کسائی کہتے ہیں کہ یاجوج آگ کے شعلہ زن ہونے اور بھڑکنے سے ماخوذ ہے۔ یاجوج ان کا نام ان کی تیز حرکت کرنے کے باعث رکھا گیا ہے۔ ماجوج موج البحر (سمندر کی لہر) سے ماخوذ ہے۔ دوسری وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ یأجوج نمک کی سخت نمکینی سے ماخوذ ہے۔ ان لوگوں کو اپنی حرکات میں شدت کے باعث یاجوج قرار دیا گیا۔ سوم امام قتیبی کہتے ہیں کہ یہ اُجّ الظلیم سے ماخوذ ہے۔ یہ فقرہ اس وقت بولتے ہیں

جب شتر مرغ اتنا تیز دوڑتا ہے کہ اس کے دوڑنے کی آہٹ سنائی دیتی ہے۔ ان لوگوں کو یاجوج ماجوج ان کی تیز رفتاری کے باعث کہا گیا ہے۔" (التفسیر الکبیر للامام الرازی جلد ۵ ص۵۰۶)

(ج) یاجوج و ماجوج کے وطن کے بارے میں مورخین کا اتفاق ہے کہ وہ منطقہ شمالی ہے امام ابن خلدون اپنی تاریخ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:۔

وَاَمَّا اَهْلُ الشِّمَالِ فَلَمْ يُسَمَّوْا بِاِعْتِبَارِ اَلْوَانِهِمْ ..... وَوَجَدْنَا سُكَّانَهُ مِنَ التُّرْكِ وَالصَّقَالِبَةِ وَالطَّغْرْغَرِ وَالْخَزَرِ وَاللَّانِ وَالْكَثِيْرِ مِّنَ الْاَفْرَنْجَةِ وَيَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ اَسْمَاءٌ مُتَفَرِّقَةٌ وَاَجْيَالًا مُتَعَدِّدَةٌ۔

(مقدمہ ابن خلدون ص۸۲ مطبوعہ مصر)

کہ منطقہ شمالی کے باشندوں کے نام ان کی رنگت کے اعتبار سے نہیں رکھے گئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس علاقہ کے بسنے والوں میں مختلف ناموں کی مختلف قومیں آباد ہیں یعنی ترک ہیں صقالبہ، طغرغر، خزر، لان، مختلف یورپین اقوام اور یاجوج وماجوج ہیں۔"

امام رازیؒ نے ایک قول یہ بھی لکھا ہے کہ:۔

اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ قَوْمٌ مِّنَ التُّرْكِ يَسْكُنُوْنَ فِيْ اَقْصَى الشِّمَالِ۔

یاجوج وماجوج ترکوں کی قوم ہیں جو شمالی حصہ کے آخری کنارے پر آباد ہیں۔" (الکبیر للرازی جلد ۶ ص۵۰۶)

امام ابن خلدون بحر محیط کے ساتھ جبل قوقیا کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

هُوَ جَبَلُ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَهٰذِهِ الْاُمَمُ كُلُّهُمْ مِنْ شُعُوْبِ التُّرْكِ۔

کہ یہ یاجوج وماجوج کا پہاڑ ہے اور یہ سب قومیں ترکوں کی شاخیں ہیں۔"

(مقدمہ ابن خلدون ص۷۶)

علامہ احمد السقاف لکھتے ہیں:۔

قَالَ مُقَاتِلٌ هُمْ مِنْ وَلَدِ يَافِثَ بْنِ نُوْحٍ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَقَالَ الضَّحَّاكُ هُمْ مِنَ التُّرْكِ۔

(الکوکب الاجوج ص۳۵ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۳ھ)

کہ مقاتل کا قول ہے کہ یاجوج وماجوج یافث بن نوح کی اولاد سے ہیں اور ضحاک انہیں ترک قرار

دیتے ہیں۔"

امام رازیؒ ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں:-

وَاخْتَلَفُوْا فِیْ اَنَّهُمَا مِنْ
أَيِّ الْاَقْوَامِ فَقِیْلَ اِنَّهُمَا
مِنَ التُّرْكِ وَقِیْلَ یَاْجُوْجُ
مِنَ التُّرْكِ وَمَاْجُوْجُ مِنَ
الْجَبَلِ وَالدَّیْلَمِ۔

کہ مورخین میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ یاجوج و ماجوج کس قوم سے ہیں بعض کہتے ہیں کہ وہ دونوں ترک ہیں بعض کا قول ہے کہ یاجوج ترک ہیں اور ماجوج جبل و دیلم قوم سے ہیں۔"

سرسید احمد خان آف علیگڑھ نے اپنی کتاب "ازالۃ الغین عن ذی القرنین" میں لکھا ہے کہ:-

"یاجوج و ماجوج جوگ گاگ میگاگ کا معرب ہے در اصل تاتاری ترک کی قوم ہے۔" (بحوالہ حکمۃ بالغہ مؤلفہ علامہ جلالی چریا کوٹی مطبوعہ حیدر آباد دکن ص۵۰۹)

کتاب مشاہیر اسلام شائع کردہ ادارہ ثقافتِ اسلامیہ لاہور کے مؤلف خواجہ عباد اللہ صاحب اختر لکھتے ہیں:-

"یافث کی اولاد موجودہ اقوام یورپ اور چین اور تاتار و ترک وغیرہ ہیں اور انہی پر یاجوج وماجوج کا اطلاق ہوتا ہے۔"

یاجوج وماجوج کے بارے میں قولِ فصل

ان لغوی اور تاریخی بیانات سے گو نہ تعیین ہوتی ہے مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے حَکَمْ عَدَل نے آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں اور لغوی تحقیق کے نتیجہ میں بطور **قولِ فصل** بیان فرما دیا ہے کہ یاجوج وماجوج سے مراد اس زمانہ میں **روس اور انگریز اقوام** ہیں جو اس وقت دنیا پر چھائی ہوئی ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نو حوالے آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں حضور فرماتے ہیں:-

(۱) "یاجوج وماجوج دو قومیں ہیں جن کا پہلی کتابوں میں ذکر ہے اور اس نام کی وجہ یہ ہے کہ وہ اجیج سے یعنی آگ سے بہت کام لیں گی اور زمین پر ان کا بہت غلبہ ہو جائیگا اور ہر ایک بلندی کی مالک ہو جائیگی تب اسی زمانہ میں آسمان سے ایک بڑی تبدیلی کا انتظام ہوگا اور صلح اور آشتی کے دن ظاہر ہوں گے۔"
(لیکچر سیالکوٹ ص۱۴)

(۲) "اجیج آگ کو کہتے ہیں جس سے یاجوج

ماجوج کا لفظ مشتق ہے اسلئے جیسا کہ خدا نے مجھے سمجھایا ہے یاجوج ماجوج وہ قوم ہے جو تمام قوموں سے زیادہ دنیا میں آگ سے کام لینے میں استاد بلکہ اس کام کی موجد ہے اور ان ناموں میں یہ اشارہ ہے کہ ان کے جہاز، ان کی ریلیں، ان کی کلیں آگ کے ذریعہ سے چلیں گی اور ان کی لڑائیاں آگ کے ذریعہ سے ہوں گی اور وہ آگ سے خدمت لینے کے فن میں تمام دنیا کی قوموں سے فائق ہوں گے اور اسی وجہ سے وہ یاجوج ماجوج کہلائیں گے سو وہ یورپ کی قومیں ہیں۔"

(ایام الصلح صفحہ ۱۸۲)

(۳) "یاجوج — یہ لفظ اجیج سے مشتق ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آتشی کاموں کے ساتھ ان کا بہت بڑا تعلق ہوگا اور وہ آگ سے کام لینے میں بہت مہارت رکھیں گے۔ گویا آگ ان کے قابو میں ہوگی اور دوسرے لوگ اس آتشی مقابلہ میں ان سے عاجز رہ جائیں گے۔ اب یہ کیسی صاف بات ہے۔ دیکھ لو کہ آگ کے ساتھ اس قوم کو کس قدر تعلق ہے کلیں کس قدر جاری ہیں اور دن بدن آگ سے کام لینے میں ترقی کر رہے ہیں۔ یہ دونوں بروز ہیں۔ اور یہ دونوں کیفیتیں جو متفرق طور پر تھیں ایک وجود میں آ گئی ہیں۔ ایسا ہی ماجوج ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۲۶)

(۴) "یاجوج ماجوج سے وہ قوم مراد ہے جن کو پورے طور پر ارضی قویٰ ملیں گے اور ان پر ارضی قویٰ کی ترقیات کا دائرہ ختم ہو جائے گا۔ یاجوج ماجوج کا لفظ اجیج سے لیا گیا ہے جو شعلۂ نار کو کہتے ہیں۔ پس یہ وجہ تسمیہ ایک تو بیرونی لوازم کے لحاظ سے ہے جس میں یہ اشارہ ہے کہ یاجوج ماجوج کے لئے آگ مسخر کی جائے گی اور وہ اپنے دنیوی تمدن میں آگ سے بہت کام لیں گے۔ ان کے بری اور بحری سفر آگ کے ذریعہ سے ہوں گے، ان کی لڑائیاں بھی آگ کے ذریعہ سے ہوں گی۔ ان کے تمام کاروبار کے انجن آگ کی مدد سے چلیں گے۔ دوسری وجہ تسمیہ لفظ یاجوج ماجوج کے اندرونی خواص کے

لحاظ سے ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کی سرشت میں آتشی مادہ زیادہ ہوگا۔ وہ قومیں بہت تکبّر کریں گی اور اپنی تیزی اور آتش پرستی اور جالاکی میں آتشی خواص دکھلائیں گی۔"
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ ۲۱۹)

(۵) "یہ دونوں صفات یاجوج ماجوج اور دجّال ہونے کے یورپین قوموں میں موجود ہیں کیونکہ یاجوج ماجوج کی تعریف حدیثوں میں یہ بیان کی گئی ہے کہ ان کے ساتھ لڑائی میں کسی کو طاقت مقابلہ نہیں ہوگی اور مسیح موعود صرف دعا سے کام لے گا اور یہ صفت کھلے کھلے طور پر یورپ کی سلطنتوں میں پائی جاتی ہے اور قرآن شریف بھی اس کا مصدق ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ اور دجّال کی نسبت حدیثوں میں یہ بیان ہے کہ وہ دجل سے کام لے گا اور مذہبی رنگ میں دنیا میں فتنہ ڈالے گا سو قرآن شریف میں یہ صفت عیسائی پادریوں کی بیان کی گئی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۸۲-۸۳)

(۶) "خلاصہ کلام یہ ہے کہ جبکہ ایک طرف بائیبل سے یہ امر ثابت شدہ ہے کہ یورپ کے عیسائی فرقے ہی یاجوج ماجوج ہیں اور دوسری طرف قرآن شریف نے یاجوج وماجوج کی علامتیں مقرر کی ہیں جو صرف یورپ کی سلطنتوں پر ہی صادق آتی ہیں جیسا کہ یہ لکھا ہے کہ وہ ہر ایک بلندی پر سے دوڑیں گے یعنی سب طاقتوں پر غالب ہو جائیں گے اور ہر ایک پہلو سے دنیا کا عروج ان کو مل جائے گا۔ اور حدیثوں میں یہ بھی بیان فرمایا گیا ہے کہ کسی سلطنت کو اُن کے ساتھ تاب مقابلہ نہیں ہوگی۔ پس یہ تو قطعی فیصلہ ہو چکا ہے کہ یہی قومیں یاجوج ماجوج ہیں اور اس سے انکار کرنا سراسر تحکم اور خدا تعالیٰ کے فرمودہ کی مخالفت ہے۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۷۹)

(۷) "یاجوج ماجوج کی نسبت تو فیصلہ ہو چکا ہے جو یہ دنیا کی دو بلند اقبال قومیں ہیں جن میں سے ایک انگریز اور دوسرے روس ہیں۔ یہ دونوں قومیں بلندی سے نیچے کی طرف حملہ کر رہی ہیں یعنی اپنی خداداد طاقتوں کے ساتھ فتحیاب

ہوتی جاتی ہیں۔" (ازالہ اوہام طبع کلاں حصہ دوم صفحہ ۲۰۹ مطبوعہ ۱۳۰۸ ہجری)

(۸) "فَاعْلَمُوْا اَرْشَدَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَّ هٰذَیْنِ الْاِسْمَیْنِ لِقَوْمٍ تَفَرَّقَ شُعَبُهُمْ فِیْ زَمَانِنَا هٰذَا آخِرِ الزَّمَانِ وَهُمْ فِیْ وَصْفٍ مُتَشَارِكُوْنَ وَهُمْ قَوْمُ الرُّوْسِ وَقَوْمُ الْبَرَاطِنَةِ وَاِخْوَانُهُمْ وَالدَّجَّالُ فَهُمْ فَیْجٌ قِسِّیْسِیْنَ وَدُعَاةُ الْاِنْجِیْلِ الَّذِیْنَ یَخْلِطُوْنَ الْبَاطِلَ بِالْحَقِّ وَیُدَجِّلُوْنَ۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۴۵۹، ۴۶۱)

ترجمہ۔ آپ یاد رکھیے (اللہ تعالیٰ آپ کی رہنمائی فرمائے) کہ یہ دونوں نام (یاجوج و ماجوج) ایک قوم کے ہیں جن کی شاخیں ہمارے اس آخری زمانہ میں پھیل گئی ہیں۔ وہ صفات میں مشترک ہیں۔ وہ روسی اور انگریز اور انکے بھائی ہیں۔ دجال سے مراد پادریوں کا گروہ اور انجیل کی منادی کرنیوالے ہیں جو باطل کو حق کے ساتھ ملا دیتے ہیں اور دجل سے کام لیتے ہیں۔"

(۹) "اِنَّ یَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ هُمُ النَّصَارٰی مِنَ الرُّوْسِ وَالْاَقْوَامِ الْبَرِیْطَانِیَّةِ۔"

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۴۲ حاشیہ مطبوعہ ۱۳۱۱ھ)

ترجمہ۔ یقیناً یاجوج و ماجوج روس اور برطانیہ کی اقوام کے عیسائی ہیں۔"

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے **چودھویں صدی ہجری** کے **بالکل شروع** میں بالصراحت اعلان فرما دیا کہ یاجوج و ماجوج سے مراد **روسی** اور **انگریز** ہیں۔

محققین کا اعتراف

(د) یاجوج و ماجوج کا خروج مسیح موعود کے زمانہ کی ایک یقینی علامت ہے۔ اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت بھی ثابت ہو جاتی ہے اسلئے عوام علماء تو اس حقیقت کا ہنوز اقرار واضح طور پر نہیں کرتے مگر کچھ محققین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحقیق پر صاد کر رہے ہیں۔ وہ مان رہے ہیں کہ یاجوج و ماجوج سے مراد روسی اور انگریز ہیں۔

(۱) مولانا ابوالجمال عباسی چریاکوٹی اپنی مشہور کتاب **حکمت بالغہ** میں لکھتے ہیں:-

(الف) "کتب قدیمہ اور صحف انبیاء میں روس والوں کو یاجوج کہا گیا ہے۔"

(ب) "نسل ماجوج سے کچھ لوگ مازآبادی یاجوج میں ملک سیتھیا سے یورپ کی طرف گئے اور بقیہ زیردست

یاجوج کے ساتھ مل کر تاتار وغیرہ میں
فساد پھیلاتے رہے۔"

(ج) "یافث بن نوح کا دوسرا بیٹا ماغوغ جس کو یونان والے ماگوگ اور عربی میں ماجوج کہتے ہیں ... علامہ ابن خلدون مؤرخ نے طارق اول کے حریف اسپینی شاہ اسپین اور اس کی قوم کو بھی نسل ماجوج لکھا ہے۔"
(حکمت بالغہ ص۵۸۵ و ص۵۸۶ مطبوعہ مطبع دائرۃ المعارف نظامیہ حیدرآباد دکن ۱۳۳۲ھ)

(۲) ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے کہا ہے ؎

محنت و سرمایہ دنیا میں صف آرا ہو گئے
دیکھئے ہوتا ہے کس کس کی تمناؤں کا خون
حکمت و تدبیر سے یہ فتنۂ آشوب خیز
ٹل نہیں سکتا وقد کنتم بہ تستعجلون
کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرف ینسلون

(بانگ درا ص۳۲۴ طبع دوازدہم اگست ۱۹۴۸ء)

(۳) مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی لکھتے ہیں:-
"خلق خدا کی ہو تو ہو لیکن سمندر اور سمندروں کی بندرگاہ، جہاز اور ان کے پھریرے، محکمہ بحری اور عملداران بحر، کروزر اور ڈریڈناٹ، تارپیڈو، اور ڈسٹرائر آج بانگی پکار سے کہہ رہے ہیں کہ امر اور حکم یاجوج کا ہے۔ پھر اگر ایسے حال میں آپ کبھی سچے قول سنتے ہیں کہ یاجوج ماجوج سمندر کا پانی پی جائیں گے تو آپ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے زمانہ مستقبل کا کیوں انتظار کرنے لگتے ہیں؟" (کتاب سفر حجاز باب سمندر کا مران بحوالہ اخبار بدر قادیان ۲ مئی ۱۹۵۷ء ص۲)

گویا محققین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قطعی فیصلہ سے متفق ہو رہے ہیں کہ یاجوج و ماجوج سے مراد روسی قوم اور انگریز قوم ہے

(حصہ دوم)

یاجوج و ماجوج کے دو دور

بائیبل، احادیث نبویہ اور قرآن مجید پر تدبر کرنے سے صاف کھل جاتا ہے کہ یاجوج و ماجوج کے لئے دو دور مقدر تھے (۱) وہ دور جبکہ وہ ملکی حدود میں بند ہوں گے (۲) دوسرا وہ دور جبکہ وہ دنیا میں چاروں طرف پھیل جائیں گے۔ ہر جگہ فساد برپا کریں گے۔

اگرچہ یاجوج و ماجوج قومیں شروع سے ہی "مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ" کی مصداق ہیں۔ غارتگری اور لوٹ مار ان کا طریق کار ہے مگر دورِ اول میں ذوالقرنین

اوّل کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق دی کہ وہ اپنے زورِ بازو سے ان کو ان کی سرحدوں میں محبوس کر دے اور اردگرد فتنہ و فساد پھیلانے سے انہیں روک دے۔

قرآن مجید نے سورۃ الکہف ع۱۱ میں ایک تو اس تاریخی صداقت کو بیان فرمایا ہے کہ ذوالقرنین نے یاجوج و ماجوج کو بند کر دیا۔ ایک دیوار دربند کے نام سے بنادی تاکہ یاجوج و ماجوج اپنی پڑوسی اقوام کو تختۂ مشق مظالم نہ بنا سکیں۔ چنانچہ یہ مفسد قومیں محصور ہوگئیں جیسا کہ لکھا ہے :۔

"وَمِنْ وَّرَاءِ السَّدِّ الْبَحْرُ .
فَهُمْ (یاجوج و ماجوج)
بَيْنَ السَّدِّ وَالْبَحْرِ
مَحْصُوْرُوْنَ"

(الکواکب الاجوج ص۱۲)

کہ یاجوج و ماجوج سمندر اور دیوار کے درمیان محصور ہو کر رہ گئے۔"

دوسرے پیشگوئی کے رنگ میں اس رکوع میں آئندہ زمانہ کے عظیم ذوالقرنین یعنی مسیح موعود کی پیشگوئی بھی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے:۔

"یاد رہے کہ پہلے معنوں سے انکار نہیں ہے۔ وہ گزشتہ سے متعلق ہیں اور یہ آئندہ کے متعلق۔ اور قرآن شریف صرف قصہ گو کی طرح نہیں ہے بلکہ اس کے ہر ایک قصہ کے نیچے ایک پیشگوئی ہے اور ذوالقرنین کا قصہ مسیح موعود کے زمانہ کے لئے ایک پیشگوئی اپنے اندر رکھتا ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۱)

قرآن مجید نے دوسری جگہ سورۃ الانبیاء میں حَتّٰی اِذَا فُتِحَتْ کے لفظ میں یاجوج و ماجوج کے دوسرے دور کی تصریح فرمائی ہے جبکہ وہ کھول دیئے جائیں گے اور دنیا بھر میں اقتدار حاصل کرکے فتنہ و فساد برپا کر رہے ہوں گے۔ احادیث میں ان کے اس دور کے لئے **بعث** اور **خروج** کا لفظ وارد ہوا ہے۔

(حصہ سوم)

یاجوج و ماجوج کے دورِ انتشار کا آغاز کب ہوگا؟

بائیبل سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم بعثت کے بعد پورے ایک ہزار سال تک **یاجوج و ماجوج** جو آئندہ زمانہ میں شیطان کا مظہر بن کر **دجال** قرار پانے والے تھے بند رہنے والے تھے۔ گویا یہ ان کے **بند رہنے کا دور** ہے **جو اُن کا دورِ اوّل ہے**۔ بائیبل میں یہ بھی ذکر ہے کہ ایک ہزار سال کے بعد **انہیں چھوڑ دیا جائیگا** اور وہ دنیا کے کونے کونے میں پھیل جائیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ذکر مکاشفہ یوحنا میں ان الفاظ میں مذکور ہے، لکھا ہے :۔

"پھر میں نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید گھوڑا ہے اور اس پر ایک

سوار ہے جو سچا اور برحق کہلاتا ہے اور وہ راستی کے ساتھ انصاف اور لڑائی کرتا ہے اور اس کی آنکھیں آگ کے شعلے ہیں اور اسکے سر پر بہت سے تاج ہیں اور اس کا ایک نام لکھا ہوا ہے جسے اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ اور وہ خون کی چھڑکی ہوئی پوشاک پہنے ہوئے ہے اور اس کا نام کلامِ خدا کہلاتا ہے۔ اور آسمان کی فوجیں سفید گھوڑوں پر سوار اور سفید اور صاف مہین کتانی کپڑے پہنے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے ہیں۔ اور قوموں کے مارنے کے لئے اس کے منہ سے ایک تیز تلوار نکلتی ہے اور وہ لوہے کے عصا سے ان پر حکومت کرے گا اور قادرِ مطلق خدا کے سخت غضب کی مے کے حوض میں انگور روندے گا۔ اور اس کی پوشاک اور ران پر یہ نام لکھا ہوا ہے **بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند**" (مکاشفہ 19/11 تا 16)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور آپ کے خیر القرون کا نتیجہ یہ ہوا کہ شیطان اپنی طاقتوں سمیت جکڑا گیا۔ بائیبل میں لکھا ہے :-

"پھر میں نے ایک فرشتے کو آسمان سے اُترتے دیکھا جس کے ہاتھ میں اتھاہ گڑھے کی کنجی اور ایک بڑی زنجیر تھی اُس نے اس اژدہے یعنی پُرانے سانپ کو جو ابلیس اور شیطان ہے پکڑ کر ہزار برس کے لئے باندھا۔ اور اسے اتھاہ گڑھے میں ڈال کر بند کر دیا اور اس پر مُہر کر دی تاکہ وہ ہزار برس کے پُورے ہونے تک قوموں کو پھر گمراہ نہ کرے۔ اس کے بعد ضرور ہے کہ **تھوڑے عرصے** کے لئے کھولا جائے۔" (مکاشفہ 20/1 تا 3)

اس مدت کے گزرنے کے بعد شیطان پھر نکلے گا اور یاجوج و ماجوج کے ذریعہ آخری زمانہ میں ایک فتنہ پیدا کرے گا چنانچہ ان کے اور رحمانی فوجوں کے درمیان ایک عظیم روحانی جنگ ہوگی۔ بائیبل میں لکھا ہے :-

"اور جب ہزار برس پورے ہو چکیں گے تو شیطان قید سے چھوڑ دیا جائے گا۔ اور ان قوموں کو جو زمین کے چاروں طرف ہوں گی یعنی **یاجوج و ماجوج کو گمراہ کرکے** لڑائی کے لئے جمع کرنے کو نکلے گا ان کا شمار سمندر کی ریت کے برابر ہوگا۔ اور وہ تمام زمین پر **پھیل** جائیں گی اور مقدسوں کی لشکرگاہ

اور عزیز شہر کو چاروں طرف سے
گھیر لیں گی اور آسمان پر سے آگ
نازل ہو کر انہیں کھا جائے گی۔"
(مکاشفہ باب ۲۰ آیت ۷ تا ۹)

ان سب حوالہ جات سے ثابت ہے کہ یاجوج ماجوج کا پہلا دَور محصوریت کا دَور ہے اور دوسرا دَور انتشار کا دَور ہے۔ دوسرے دَور کا آغاز نمایاں طور پر بعثتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہزار سال بعد ہونے والا تھا اور یہی دَور درحقیقت یاجوج و ماجوج کے عظیم ترین فتنہ کا دَور ہے جس کے عالمی اثرات ظاہر ہونے والے ہیں جو گویا شیطانی فوجوں اور رحمانی لشکروں میں آخری جنگ ہے جس کے بعد اسلام کے لئے کامل غلبہ مقدر ہے۔

(حصہ چہارم)

ذوالقرنین دو ہیں

ذوالقرنین اوّل کی تعیین

یاجوج ماجوج کے ہر دو دَور کے لئے ایک ذوالقرنین مقرر ہے۔ پہلا ذوالقرنین یاجوج ماجوج کے اس وقت کے مقابلہ کے لئے تھا جبکہ ان کی طاقتیں محدود المقام تھیں اور ان کا فتنہ مقامی حیثیت رکھتا تھا۔ قرآن پاک میں اس ذوالقرنین کا اور اس کی مادی دیوار کا بھی تذکرہ ہے۔

مفسرین میں اختلاف ہوا ہے کہ یہ ذوالقرنین کون تھا؟ بعض لوگوں نے سکندر رومی کی فتوحات پر نظر کر کے اسے ذوالقرنین قرار دیدیا ہے مگر بائیبل اور قرآن مجید میں ذوالقرنین کی مذکورہ صفات پر غور کرنے سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی تحقیق میں ذوالقرنین ایران کا بادشاہ **کیقباد** تھا۔ حضرت میرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے مزید تحقیق کے بعد **خورس** (Cyrus) کو ذوالقرنین قرار دیا ہے۔ آپ نے تاریخی طور پر مفصل بحث کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے کہ قرآن میں مذکورہ صفات اور بائیبل کے بیانات کی روشنی میں شاہ خورس ہی ذوالقرنین ہے۔ آپ پہلے تحریر فرماتے ہیں کہ میرے استاد حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ نے کیقباد کو ذوالقرنین ٹھہرایا اور میرے نزدیک وہ خورس بادشاہ ہے۔ آپ لکھتے ہیں:-

"حضرت مولوی صاحبؓ نے ذوالقرنین کے بارہ میں اپنی تحقیق کی بنیاد بائیبل پر رکھی ہے۔ آپ فرماتے ہیں دانیال نبی کی ایک خواب بائیبل میں لکھی ہے اس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رؤیا میں ایک مینڈھا دیکھا جس کے دو سینگ تھے اور وہ پچھم اُتر دکن کی طرف سینگ مارتا تھا اور کوئی جانور اس کے سامنے نہ ٹھہر سکتا تھا اور وہ جو چاہتا تھا کرتا تھا (دانیال ۸ ب ۳ و ۴) پھر لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس کی تعبیر یہ بتائی کہ "وہ مینڈھا جسے تُو نے

دیکھا کہ اس کے دو سینگ ہیں سو وہ مادہ اور فارس کے بادشاہ ہیں" (باب ۸ آیت ۲۰) اس خواب کی بنا پر جس میں مادہ اور فارس کے بادشاہوں کو دو سینگ والے مینڈھے کی شکل میں دکھایا گیا ہے آپؑ فرماتے تھے کہ ذوالقرنین سے مراد مادہ اور فارس کا کوئی بادشاہ ہے نیز آپؑ کا یہ بھی خیال تھا کہ یہ بادشاہ کیقباد تھا۔"

(تفسیر کبیر (احمدی) سورہ کہف صفحہ ۹۸)

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اپنی تحقیق کا خلاصہ بایں الفاظ تحریر فرماتے ہیں :-

"یہ امر تو پہلے طے ہو چکا ہے کہ میڈ اور فارس کے بادشاہوں میں سے ہی کوئی بادشاہ یہاں مراد ہے کیونکہ دانیال کی رؤیا نے ان ہی کو ذوالقرنین کا نام دیا ہے۔ ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ ان میں سے کونسا بادشاہ یہ صفات اپنے اندر رکھتا ہے۔ سب سے اوّل اور اہم صفت الہام کی صفت ہے۔ اس بارہ میں ہم تاریخ کو دیکھتے ہیں تو فارس کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ ہم کو ایسا ملتا ہے جسے الہام ہوتا ہے اور جس کی نیکی اور تقویٰ کی تعریف ہم کو دوسرے انبیاء کے کلام سے بھی ملتی ہے اور یہ بادشاہ خورس ہے جسے انگریزی میں Cyrus لکھتے ہیں۔"

(تفسیر کبیر سورہ کہف صفحہ ۱۹۹)

پس ذوالقرنین اوّل کے بارے میں **محقق قول** یہی ہے کہ وہ میڈ و فارس کا صالح اور مُلہَم بادشاہ، شاہِ خورس ہے۔ قرآن کریم نے سورہ کہف میں بلحاظ تاریخ گزشتہ اس کا ذکر کیا ہے۔

(حصّہ پنجم)

ذوالقرنین ثانی مسیح موعود ہے

یاجوج و ماجوج کے دَورِ ثانی میں ان کے فتنہ کے سدِّباب کے لئے دوسرے ذوالقرنین کی خبر قرآن مجید و احادیثِ نبویہؐ میں موجود ہے۔ اسی دَور کے یاجوج وماجوج کے فتنہ کو فتنۂ دجّال بھی کہا گیا ہے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا ہے :-

"قرآن کریم اور احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی یہ حالت آخری زمانہ میں ہوگی جبکہ یاجوج و ماجوج اور دجال کا ظہور ہوگا اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دونوں نام ایک ہی مذہب والوں کے ہیں فرق یہ ہے کہ **یاجوج ماجوج کا لفظ سیاسی**

فتنہ پر دلالت کرتا ہے اور دجّال
کا مذہبی فتنہ پر۔"
(تفسیر کبیر۔ سورہ کہف صفحہ ۹۹)

ایک سوال کا جواب

ہو سکتا ہے کہ کسی دوست کو یہ سوال پیدا ہو کہ یہ کس طرح سمجھ لیا گیا کہ ذوالقرنین ثانی یا یاجوج ماجوج کے آخری فتنہ کا سدِّباب کرنے والا ذوالقرنین مسیح موعود ہی ہے؟ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ بات نہایت صراحت سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دی ہے۔ حضورؐ نے خروج یاجوج و ماجوج اور بعثتِ مسیح موعود کو ایک زمانہ میں اور ایک ساتھ بیان فرمایا ہے۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسیح موعود کی آمد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اَوْحَى
اللّٰهُ اِلٰى عِيْسٰى اِنِّيْ قَدْ
اَخْرَجْتُ عِبَادًا لِّيْ لَا
يَدَانِ لِاَحَدٍ لِقِتَالِهِمْ
فَحَرِّزْ عِبَادِيْ اِلَى الطُّوْرِ
وَيَبْعَثُ اللّٰهُ يَاجُوْجَ وَ
مَاجُوْجَ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ
حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ۔
(صحیح مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص۴۷۲)

کہ اسی دوران اللہ تعالیٰ حضرت
مسیح موعودؑ پر وحی نازل کرے گا کہ
میں نے ایسے بندے نکالے ہیں جن کے
مقابلہ کی اس وقت کسی کو طاقت نہیں
اس وقت اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج
کو مبعوث کرے گا اور وہ ہر بلندی
کو پھاندتے ہوئے پھیل جائیں گے۔"

اس حدیث نبوی سے قطعی طور پر طے ہو جاتا ہے کہ یاجوج و ماجوج کا خروج مسیح موعود کے زمانہ میں ہوگا اور یاجوج و ماجوج کے دورِ خروج میں ان کے فتنہ کا ازالہ مسیح موعودؑ کے ذریعہ سے کیا جائے گا۔ اس حدیث میں وحیٔ الٰہی "حَرِّزْ عِبَادِيْ اِلَى الطُّوْرِ" سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح موعود یاجوج ماجوج کا مقابلہ مادی ہتھیاروں سے نہیں کریگا وہ ان کا مقابلہ آسمانی تجلیات سے کریگا۔ خدائی نشانات سے کریگا۔ اس زمانہ کے سطحی نظروں والے کہیں گے کہ مسیح موعود کو یاجوج و ماجوج اور دجّال سے ظاہری لڑائی لڑنی چاہیئے مگر اللہ تعالیٰ اسے کہیگا کہ لَا يَدَانِ لِاَحَدٍ لِقِتَالِهِمْ۔ ان سے ظاہری جنگ کا کوئی سوال نہیں۔ ان سے مقابلہ کے لئے طُور والی تجلیات کی ضرورت ہے۔

یاجوج ماجوج کے فتنہ کا انسداد مسیح موعود کے ذریعہ مقدر ہے اور وہی ذوالقرنین ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے:۔

"اس اُمّت کے لئے ذوالقرنین
مَیں ہوں اور قرآن شریف میں مثالی
طور پر میری نسبت پیشگوئی موجود ہے
مگر اُن کے لئے جو فراست رکھتے

ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ذو القرنین وہ
ہوتا ہے جو دو صدیوں کو پانے والا
ہو۔ اور میری نسبت یہ عجیب بات ہے
کہ اس زمانہ کے لوگوں نے جس قدر
اپنے اپنے طور پر صدیوں کی تقسیم
کر رکھی ہے ان تمام تقسیموں کے لحاظ
سے جب دیکھا جائے تو ظاہر ہوگا کہ
میں نے ہر ایک قوم کی دو صدیوں کو
پا لیا ہے۔" (براہین احمدیہ پنجم ص۹۰)

اب جب یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ یاجوج و ماجوج روس و انگریزی اقوام ہیں اور ان کا دنیا پر غالب آجانا بھی سب کو نظر آنے والی چیز ہے شاعر بھی پکار اٹھے ہیں ؎

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرف ینسلون

مسیح موعود بھی موجود ہیں۔ ان کا اعلان بھی سب کے سامنے ہے۔ آئیے اب اس مضمون کے اگلے حصہ یعنی یاجوج و ماجوج کے انجام پر غور کریں۔

(حصہ ششم)

یاجوج و ماجوج کا انجام

تمام آسمانی خبروں میں آخر کار یاجوج و ماجوج کی تباہی مذکور ہے۔ مکاشفہ یوحنا میں لکھا ہے:۔

"آسمان سے آگ نازل ہو کر انہیں
کھا جائے گی۔" (مکاشفہ ۲۰/۹)

حزقیل نبی کی وحی میں ہے کہ:۔

"میں یاجوج پر اور ان پر جو جزیروں
میں بے پروائی سے سکونت کرتے ہیں ایک
آگ بھیجوں گا اور وہ جانیں گے کہ میں خداوند
ہوں۔" (حزقیل ۳۹/۶)

قرآن مجید سورۃ الرحمٰن میں فرماتا ہے:۔

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ
نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ (ع۲)

کہ تم دونوں گروہوں پر آگ کے شعلے
اور تانبا برسایا جائے گا تم ہرگز مقابلہ
نہ کر سکو گے۔"

حدیث نبوی میں آیا ہے کہ یاجوج و ماجوج دنیا پر غالب آنے کے بعد ایک نہایت خطرناک فتنہ پیدا کر دیں گے وہ الحاد اور دہریت کا فتنہ ہوگا۔ لکھا ہے:۔

يَقُوْلُوْنَ لَقَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِي
الْاَرْضِ فَلْنَقْتُلْ مَنْ فِي السَّمَاءِ
فَيَرْمُوْنَ بِنُشَّابِهِمْ اِلَى
السَّمَاءِ فَيَرُدُّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ
نُشَّابَهُمْ مَخْضُوْبَةً دَمًا وَ
يُحْصَرُ نَبِيُّ اللّٰهِ وَاَصْحَابُهٗ۔

کہ یاجوج و ماجوج اعلان کریں گے کہ ہم نے زمین والوں کو تو ختم کر دیا ہے آؤ اب آسمان والوں کو بھی قتل کر دیں۔ چنانچہ وہ آسمانوں کی طرف اپنے تیر چھوڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے تیروں پر خون آلود لوٹائے گا گویا وہ اس وہم میں مبتلا ہو جائیں گے کہ ہم آسمانوں والوں پر بھی

غالب آگئے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیشگوئیوں کی زبان میں اس حقیقت کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ پھر اللہ تعالیٰ کا نبی مسیح موعود اور اس کے صحابہ سخت محاصرہ میں آجائیں گے تب آخر کار (کیا ہوگا؟) فرمایا

فَيُرْسِلُ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّغَفَ
فِيْ رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُوْنَ فَرْسٰى
كَمَوْتِ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ۔

کہ جب حالت انتہاء کو پہنچ جائے گی تب اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج پر ایک آسمانی ہلاکت نازل کریگا اور وہ مُردہ ہو جائیں گے۔

گویا یاجوج ماجوج کی ہلاکت سے، جو آسمانی ذرائع سے ہوگی ان کے باہمی تقاتل کے ذریعہ سے ہوگی، دنیا کو ان کے فتنہ سے مخلصی حاصل ہوگی اور انسانیت آرام کا سانس لیگی۔ الحاد و دہریت اور دجالیت کا خاتمہ ہوگا۔ صلیبی مذہب پاش پاش ہوجائیگا اور خدا کی توحید زمین پر قائم ہوجائے گی۔

(حصّہ ہفتم)

ایک درمیانی ابتلاء

عربوں کے لئے یاجوج وماجوج کی طرف سے شر

یاجوج و ماجوج کا آخری انجام تو ان کی ہلاکت و بربادی کی صورت میں مقدر ہے لیکن اس آخری انجام سے پہلے یاجوج و ماجوج کی طرف سے عربوں کے لئے ایک بڑے شر کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی تھی۔ صحیح البخاری میں ہے:۔

عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ بِنْتِ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَزِعًا يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَحَلَّقَ بِاِصْبَعَيْهِ الْاِبْهَامِ وَالَّتِيْ تَلِيْهَا قَالَتْ زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخُبْثُ۔

(صحیح البخاری باب یاجوج وماجوج جلد ۲ ص۱۵۵)

ترجمہ۔ ام المومنین حضرت زینبؓ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انکے پاس گھبراہٹ کی حالت میں آئے اور فرما رہے تھے کہ لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ عربوں کے لئے اس شر اور ہلاکت سے بڑی مصیبت برپا ہوگی جو قریب آگیا ہے۔ آج ردم یا میں یاجوج و ماجوج کی دیوار میں اس حلقہ کے برابر سوراخ ہوگیا ہے (حضورؐ نے انگوٹھے اور ساتھ کی انگلی کے برابر حلقہ بنا کر دکھایا) حضرت زینبؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم ایسی صورت میں بھی ہلاک ہوجائیں گے جبکہ ہم میں نیک لوگ ہوں گے۔ حضور علیہ السلام

نے فرمایا کہ ہاں جب گندے لوگ زیادہ
ہو جائیں گے تو ایسا ہی ہو جائے گا۔"

یہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رؤیا ہے۔ جامع ترمذی میں ہے اِسْتَیْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ نَوْمٍ مُحْمَرًّ وَجْہُہٗ وَ ھُوَ یَقُوْلُ ۔ الحدیث (ترمذی ابواب الفتوح) آپؐ کو خواب میں دکھایا گیا کہ یاجوج و ماجوج کی دیوار میں سوراخ ہو گیا ہے۔ گویا یاجوج و ماجوج اپنی محصوریت کو ختم کر کے باہر نکل آئے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا وَیْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ ۔ اِن الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج و ماجوج کے خروج کے بعد ان کے شر سے عربوں کے لئے ایک تباہی مقدر ہے۔ ان کے ہاتھوں عربوں کو تمام نقصان پہنچنے والا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وَیْلٌ لِّلْمُسْلِمِیْنَ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ نہیں فرمایا بلکہ وَیْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فرمایا۔ گویا یہ صدمہ **عرب قومیت** کے نام کا نعرہ لگانے والے مسلمانوں کو برداشت کرنا پڑے گا۔

دوسری جگہ احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ شر سرزمین فلسطین میں ظاہر ہونے والا ہے یہودیوں اور عربوں کی جون ۶۷ء کی جنگ میں عربوں کو جو ہزیمت اٹھانی پڑی ہے وہ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی خبر کا ظہور ہے۔ عربوں نے بطور عرب ہونے کے یہ جنگ لڑی اور یہود کے ہاتھوں شکست کھائی۔ اگر غور کیا جائے تو یہ شر درحقیقت یاجوج ماجوج کے ہاتھوں پہنچا ہے کیونکہ ایک طرف امریکہ و انگلستان ہے اور دوسری طرف روس ہے۔ دونوں نے باہمی اتفاق سے اسرائیل کو قائم کرایا اور اب **اشتراکی بلاک** اور سرمایہ دارانہ بلاک کی کشمکش کے نتیجہ میں عربوں کو خطرناک حالات سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ پس عربوں کی یہ شکست بھی اسلام کی صداقت کی دلیل ہے۔ مسلمان کہلانے والے کے لئے یہ ایک درمیانی ابتلاء ہے اللہ تعالیٰ آئندہ محفوظ رکھے اور عربوں کو بھی سمجھ دے۔ آمین

اب یاجوج ماجوج کا آخری انجام انکی ہلاکت پر منتج ہونے والا ہے جیسا کہ بائیبل، قرآن مجید اور احادیث کے حوالہ جات میں بیان ہے جن کا میں ذکر کر چکا ہوں اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید کی روشنی میں صراحتاً بتلا دیا ہے۔ حضورؑ سورۂ کہف کی آیات کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

> "پھر فرمایا کہ یہ خدا کی رحمت سے ہوگا اور اس کا ہاتھ یہ سب کچھ کریگا انسانی منصوبوں کا اس میں دخل نہیں ہوگا۔ اور جب قیامت کے دن نزدیک آجائیں گے تو پھر دوبارہ فتنہ برپا ہو جائے گا۔ یہ خدا کا وعدہ ہے اور پھر فرمایا کہ ذوالقرنین کے زمانہ میں جو مسیح موعود ہے ہر ایک قوم اپنے مذہب کی حمایت میں اُٹھے گی اور

جس طرح ایک موج دوسری موج
پر پڑتی ہے ایک دوسرے پر حملہ
کریں گے اتنے میں آسمان پر قرنا
پھونکی جائے گی یعنی آسمان کا خدا
مسیح موعود کو مبعوث فرما کر ایک
تیسری قوم پیدا کر دیگا اور ان
کی مدد کے لئے بڑے بڑے
نشان دکھلائیگا یہاں تک
کہ تمام سعید لوگوں کو ایک
مذہب پر یعنی اسلام پر جمع
کر دیگا اور وہ مسیح موعود کی
آواز سنیں گے اور اس کی
طرف دوڑیں گے تب ایک ہی
چوپان اور ایک ہی گلہ بان
ہوگا اور وہ دن بڑے سخت
ہوں گے اور خدا ہیبتناک
نشانوں کے ساتھ اپنا چہرہ
ظاہر کر دیگا اور جو لوگ کفر
پر اصرار کرتے ہیں وہ اسی
دنیا میں بباعث طرح طرح
کی بلاؤں کے دوزخ کا منہ
دیکھ لیں گے۔ خدا فرماتا ہے کہ
یہ وہی لوگ ہیں جن کی آنکھیں میرے
کلام سے پردہ میں تھیں اور جن
کے کان میرے حکم کو سن نہیں سکتے
تھے۔ کیا ان منکروں نے یہ گمان کیا
تھا کہ یہ امر سہل ہے کہ عاجز بندے
کو خدا بنا دیا جائے اور میں معطل
ہو جاؤں اسلئے ہم ان کی ضیافت
کے لئے اسی دنیا میں جہنم کو نمودار
کر دیں گے یعنی بڑے بڑے ہولناک
نشان ظاہر ہوں گے اور یہ سب
نشان اس کے مسیح موعود کی سچائی
پر گواہی دیں گے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۹)

دوسری جگہ حضور ۱۹۰۸ء میں تحریر فرماتے ہیں:-

"پھر دوسری آیت میں فرمایا وَ
عَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ
لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا۔ اور
اس دن جو لوگ مسیح موعود کی دعوت
کو قبول نہیں کریں گے انکے سامنے
ہم جہنم کو پیش کریں گے یعنی طرح طرح
کے عذاب نازل کریں گے جو جہنم کا
نمونہ ہوں گے۔"

(چشمہ معرفت ص۷۶-۷۷)

(حصہ ہشتم)

یاجوج و ماجوج کے لئے دعوت اسلام

اس جگہ ایک اور نہایت لطیف بات قابل
ذکر ہے۔ یاجوج و ماجوج کے سلسلہ میں علامہ احمد بن عبد الرحمن

السقاف اپنی کتاب الکوکب الاجوج میں لکھتے ہیں۔

وَنَقَلَ الْحَافِظُ أَبُوْ عَمْرٍو بْنُ عَبْدِ الْبَرِّ الْإِجْمَاعَ عَلٰی أَنَّهُمْ مِنْ وُلْدِ يَافِثَ بْنِ نُوْحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ هَلْ بَلَغَتْهُمْ دَعْوَتُكَ فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُزْتُ عَلَيْهِمْ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمْ يُجِيْبُوْا۔

(الکوکب الاجوج مطبوعہ مصر ۱۹۰۳ء ص ۲۵)

کہ حافظ ابن عبد البر نے اس بات پر اجماع کا ذکر کیا ہے کہ یاجوج و ماجوج حضرت نوحؑ کے بیٹے یافث کی اولاد سے ہیں۔ نیز انہوں نے روایت کیا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ یارسول اللہ کیا آپ کی دعوت یعنی توحید اور اسلام کی دعوت یاجوج ماجوج کو پہنچی ہے یا نہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اسراء کی رات ان کے پاس سے گزرا تھا میں نے ان کو دعوتِ اسلام دی مگر انہوں نے قبول نہ کی۔"

اس حدیث نبوی سے ایک اور لطیف حقیقت ہمارے سامنے آگئی اور وہ یہ کہ اسراء کا جو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف ہوا یاجوج و ماجوج سے ایک تعلق ہے نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ مسیح موعود جس کے وقت میں یاجوج و ماجوج کا خروج مقدر ہے۔ اس کا ظہور درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ ہی ہے اور اس بعثت میں مسیح موعودؑ کی طرف سے یاجوج و ماجوج کو دعوتِ اسلام دیا جانا نیز یہ کہ اسراء کا تعلق رسول اکرم کی بعثتِ ثانیہ اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ سے ہے۔ یاجوج و ماجوج کو دعوت دیا جانا بھی نشأۃ ثانیہ کے وقت میں ہی مقدر تھا۔ ہاں اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج کا بیشتر حصہ دعوتِ اسلام کو قبول نہ کرے گا اور انکار و تکذیب کے باعث ہلاکت کا شکار ہوگا۔

یاجوج و ماجوج کے لئے آخری انذار

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یاجوج و ماجوج یعنی مغربی عیسائی اقوام پر حجت تمام کی اور انہیں دعوتِ اسلام دی ـــــ یہ سلسلہ جاری ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ وارضاہ نے یاجوج و ماجوج کے گھروں میں پہنچ کر انہیں حقیقی اسلام کا پیغام دیا۔

اس عرصہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے مطابق یاجوج و ماجوج پر دو عالمگیر جنگوں کی صورت میں عذاب نازل ہوا۔ انگریزی حکومت پر بھی زوال آیا اور روس کے لوگ بھی انقلاب کا شکار ہوئے اور زار کی حالتِ زار نے دنیا کو لرزا دیا۔

اب تیسری ہولناک تباہی سر پر کھڑی ہے۔ اور خدائی نوشتوں کے مطابق وہ دن قریب آ گئے ہیں جب زمین تہ و بالا کر دی جائے گی اور آسمان بھی آگ برسائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت نے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ گزشتہ سال حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ نے سفرِ یورپ اختیار فرمایا اور یاجوج و ماجوج کے گھروں میں جا کر پھر آخری مرتبہ انذار کیا اور انہیں دعوتِ اسلام دی تا وہ جن میں سعادت کی ذرہ بھی رُوح موجود ہے اور جن کے لئے مخلصی ممکن ہے وہ آخری تباہی سے بچ جائیں۔ آپ یورپ تشریف لے گئے اور آپ نے یورپین اقوام کو کھلا انذار فرمایا۔ حضور کے اس انذار کے دو اقتباس یہ ہیں۔ حضور نے برملا فرمایا کہ:۔

(۱) "حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک تیسری جنگ کی بھی خبر دی ہے جو پہلی دونوں جنگوں سے زیادہ تباہ کن ہوگی۔ دونوں مخالف گروہ ایسے اچانک طور پر ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے کہ ہر شخص دم بخود رہ جائے گا۔ آسمان سے موت اور تباہی کی بارش ہوگی اور خوفناک شعلے زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ نئی تہذیب کا قصرِ عظیم زمین پر آ رہیگا۔ دونوں متحارب گروہ یعنی روس اور اس کے ساتھی اور امریکہ اور اس کے دوست —— ہر دو تباہ ہو جائیں گے۔ ان کی طاقت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی، ان کی تہذیب و ثقافت برباد اور ان کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ بچ رہنے والے حیرت اور استعجاب سے دم بخود اور ششدر رہ جائیں گے۔

روس کے باشندے نسبتاً جلد اس تباہی سے نجات پائیں گے اور بڑی وضاحت سے یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ اس ملک کی آبادی پھر جلد ہی بڑھ جائے گی اور وہ اپنے خالق کی طرف رجوع کرینگے اور ان میں کثرت سے اسلام پھیلے گا اور وہ قوم جو زمین سے خدا کا نام اور آسمان سے اس کا وجود مٹانے کی شیخیاں بھگار رہی ہے وہی قوم اپنی گمراہی کو جان لے گی اور حلقہ بگوشِ

اسلام ہو کر اللہ تعالیٰ کی توحید پر
پختگی سے قائم ہو جائے گی۔"
(۲) "غلبۂ اسلام کے متعلق جو بشارتیں
دی گئی تھیں ان کے پُورا ہونے
کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں مگر
جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ
ایک تیسری عالمگیر تباہی کی بھی
خبر دی گئی ہے جس کے بعد اسلام
پوری شان کے ساتھ دنیا پر غالب
ہو گا۔ مگر یہ بشارت بھی دی گئی
ہے کہ توبہ اور اسلام کی بتائی
ہوئی راہیں اختیار کرنے سے یہ
تباہی ٹل بھی سکتی ہے۔ اب یہ
آپ کے اختیار میں ہے کہ اپنے
خدا کی معرفت حاصل کر کے اور
اس کے ساتھ سچا تعلق پیدا کر کے
خود کو اور اپنی نسلوں کو اس تباہی
سے بچا لیں یا اس سے دُوری کی
راہیں اختیار کر کے خود کو اور
اپنی نسلوں کو ہلاکت میں ڈالیں۔
ڈرانے والے عظیم انسان نے خدا
اور محمدؐ کے نام پر آپ کو ڈرایا ہے
اور اپنا فرض پورا کر دیا ہے میری
یہ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کو اپنا
عہد میں پُورا کرنے کی توفیق

دے۔ آمین" (مطبوعہ بیان حضرت
خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ
بمقام لندن ۲۹ جنوری ۱۹۶۸ء)
اب میں آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی
دردمندانہ دعا کو دہرا کر اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔

یَا رَبِّ أَحْمَدَ یَا إِلٰہَ مُحَمَّدٍ
اِعْصِمْ عِبَادَكَ مِنْ سُمُوْمِ دُخَانِہِمْ
یَا رَبِّ سَحِّقْہُمْ کَسَحْقِكَ طَاغِیًا
یَا رَبِّ خُذْہُمْ مِثْلَ أَخْذِكَ مُفْسِدًا

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین *

حقیقتِ ختمِ نبوّت

(جناب راجہ نذیر احمد ظفر)

ضرورت کیا ہے باقی انبیاء کی
نبوّت جب ہے جاری مصطفٰےؐ کی
محمدؐ مصطفٰےؐ کے بعد عیسٰیؑ
نہ آئیں گے قسم ہے کبریا کی
محمدؐ جو کہ خاتم ہیں رسلؑ کے
محمدؐ مُہر ہیں جو انبیاءؑ کی
اُنہی کے نقش آئیں گے جہاں میں
چلے گی یُوں نبوّت مصطفٰےؐ کی
اگر شک ہے نمونہ چاہتے ہو؟
تو کافی ہے مثال اک میرزاؑ کی

یاجوج و ماجوج کے انجام کے بارے میں اشکال کا حل

اخویم محترم جناب ملک غلام فرید صاحب ایم اے لاہور نے یاجوج و ماجوج کے متعلق میرے مضمون کو روزنامہ الفضل میں بالاقساط پڑھ کر مجھے تحریر فرمایا کہ :-

"میں آپ کا یاجوج ماجوج کے متعلق نہایت عالمانہ مضمون پڑھ رہا تھا۔ آخری قسط کے آخری حصہ میں آپ نے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی اس تقریر کا آخری پیراگراف جو آپ نے لندن میں کی تھی نقل کیا ہے۔ اس میں آپ نے فرمایا ہے کہ یاجوج ماجوج آخر میں اسلام قبول کر لیں گے لیکن مضمون کے اس حصہ کے معاً پہلے ہی خود آپ نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نقل فرمائی ہے جس میں حضور نے فرمایا کہ میں نے اپنے اسراء میں یاجوج ماجوج کو دعوت اپنے پیغام کو قبول کرنے کی دی لیکن انہوں نے میری دعوت کو قبول نہ کیا۔ اور آپ نے اپنے مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس دعا پر ختم کیا ہے جو حضور نے ان قوموں کی بربادی کے متعلق کی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور حضرت مسیح موعود کی یہ دعا ایک طرف اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی خواہش بطور پیشگوئی دوسری طرف۔ ان میں کچھ تضاد معلوم ہوتا ہے۔ یا تو یاجوج و ماجوج اسلام میں داخل ہوں گے یا ان کے لئے ہلاکت مقدر ہے۔ دونوں باتیں تو بیک وقت نہیں ہو سکتیں۔ بیّنوا توجروا"

الفرقان۔ حدیث نبوی "فلم یجیبوا" سے مراد یہ ہے کہ یاجوج و ماجوج بحیثیت قوم دعوت اسلام قبول نہ کریں گے ان کی اکثریت منکر اور مستحق عذاب ہوگی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے بھی تحریر فرمایا ہے "دونوں متحارب گروہ یعنی روس اور اس کے ساتھی اور امریکہ اور اس کے دوست ہردو تباہ ہو جائیں گے۔ ان کی طاقت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی، ان کی تہذیب و ثقافت برباد اور ان کا نظام درہم برہم ہو جائیں گے۔ بچ رہنے والے (یعنی اقلیت ناقل) حیرت اور استعجاب سے دم بخود اور ششدر رہ جائیں گے۔ روس کے باشندے نسبتاً جلد اس تباہی سے نجات پائیں گے۔ اور بڑی وضاحت سے پیشگوئی کی گئی ہے کہ اس ملک کی آبادی پھر جلد ہی بڑھ جائے گی اور وہ اپنے خالق کی طرف رجوع کریں گے۔"

پس تباہی اکثریت کے لئے مقدر ہے۔ اس کی خبر قرآن پاک، حدیث نبوی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر میں ہے اور اسلام لاکر نجات پانے کی خبر اقلیت کے حق میں ہے جو عذاب سے بچ کر خدا کی طرف رجوع کرے گی اور پھر انہیں کثرت حاصل ہوگی۔ فلا تعارض واللہ اعلم بالصواب۔

"ختم نبوت کانفرنس اور اس کے مقررین کا کردار لمحہ فکریہ"

[نوٹ از ایڈیٹر:- عنوان بالا سے ایک دو ورقہ اشتہار ہمیں موصول ہوا ہے ہم اسے حرف بحرف نقل کر رہے ہیں تاکہ یہ تاریخ میں محفوظ ہو جائے اور لوگ چنیوٹ کی "ختم نبوت کانفرنس" کے "ڈھونگ" کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ ہم نے شائع کنندگان کے نام شروع کی بجائے آخر میں درج کر دیئے ہیں اور نیچے حاشیہ میں بعض توضیحی حواشی ذکر کر دیئے ہیں باقی اصل اشتہار من وعن حرف بحرف نقل کیا جا رہا ہے ——— (ایڈیٹر)]

جو کانفرنس مرزائیوں کی توسیع پسندانہ تبلیغی سرگرمیوں اور فتنۂ ارتداد کے سدِّباب اور مسئلہ ختم نبوت کی وضاحت اور نشر و اشاعت کے لئے قائم کی گئی تھی وہ اب ایک ایسی دینی جماعت کے خلاف **الزام بازی** اور **گالی گلوچ**[1] کے لئے استعمال ہونے لگی ہے جو عقیدۂ ختم نبوت کو نہ صرف یہ کہ جزو ایمان بلکہ مرزائیت و عیسائیت۔ الحاد و دہریت، مغربی سامراج اور اشتراکیت کے مقابلے میں سدِّ سکندری[2] کی حیثیت رکھتی ہے۔ **یا للعجب!**

ختم نبوت کانفرنس کا قیام

پاکستان بننے کے بعد چنیوٹ اور اس کے مضافات کے رہنے والے مسلمانوں کے لئے یہ بہت بڑا حادثہ تھا کہ ختم نبوت کے منکرین[3] قادیانیوں کا مرکز ربوہ چنیوٹ کے قریب قائم ہو گیا اور انہیں سرکاری طور پر وہ ساری سہولتیں[4] بھی مل گئیں جن کے ذریعے وہ اپنے آبادکاری اور تبلیغی منصوبے بروئے کار لائیں۔ دردمند اہل علم نے اس صورتِ حال کو قصبے اور مضافات کے مسلمانوں کے لئے خطرناک محسوس کرتے ہوئے قادیانیوں کے سالانہ جلسے کے آس پاس کی تاریخوں میں متوازی ایک ختم نبوت کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ گزشتہ ۱۶ سال سے یہ کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔

---

[1] جب ان کے پاس "الزام بازی" اور "گالی گلوچ" کے سوا کچھ تھا ہی نہیں شروع سے اسی کی مشق تھی تو اب یہ کیا شکوہ ہے کہ فلاں "دینی جماعت" کے خلاف یہ چیز کیوں استعمال ہو رہی ہے۔ كُلُّ اِنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيْهِ۔

[2] اگر فی الواقع مودودی صاحب کی پارٹی جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں "سدِّ سکندری" تھی تو آئے دن ان کانفرنسوں کے ڈھونگ رچانے کی کیا ضرورت پیش آتی رہی ہے۔

[3] جماعت احمدیہ تو آیت قرآنی وَمَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ پر ایمان رکھتی ہے۔

[4] یعنی بنجر اور بیکار زمین بھی قیمتاً خریدنی پڑی۔

ختمِ نبوّت کانفرنس کے مقاصد :- اِس کانفرنس کے مقاصد واضح تھے۔

- قصبہ چنیوٹ اور مضافات کے مسلمانوں کو قادیانیوں کے گمراہ کن عقائد سے محفوظ رکھنا۔
- ان کے باطل عقائد اور گمراہ کن تاویلات کا موثر طور پر قرآن وسنّت کے دلائل سے جواب دینا۔
- قادیانی جلسے کے مقابلے[1] میں ایک ایسا عظیم اجتماع منعقد کرنا جس میں مسلمان نوجوان مصروف بھی رہیں اور دینی معلومات بھی حاصل کریں۔
- اتحاد بین المسلمین کا ایک اعلیٰ مظاہرہ کرنا جس سے قادیانی تبلیغ وتنظیم کا مقابلہ مل جُل کر کیا جائے۔
- ہر مکتب فکر کے علماء کو قادیانی فتنے کے مقابلے کے لئے ایک اسٹیج پر جمع کرکے ایسی ملت کے خلاف حقیقی خطرے سے آگاہ کرتے ہوئے غور وفکر کرنا اور لائحۂ عمل مرتب کرنا۔

موجودہ صورت حال :- ہماری بدقسمتی سے اب یہ کانفرنس اپنے بنیادی مقصدِ قیام کے خلاف بالکل اُلٹے ہی مقاصد پورے کر رہی ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ جیسے منکرین ختمِ نبوت غیر محسوس طور پر اس کانفرنس ت اپنی ضرورت کا کام لینے میں بالواسطہ طور پر کامیاب ہوتے جا رہے ہیں۔ جو کانفرنس ختمِ نبوّت کے منکرین کی تردید و اصلاح کے لئے قائم کی گئی تھی۔ اب وہی کانفرنس ایک دینی جماعت کو کافر وفاسق اور معتوب ومطعون قرار دینے کے لئے استعمال ہونے لگی ہے جو عقیدۂ ختمِ نبوت پر ایمان رکھتی ہے اور اسلامی نظام کی علمبردار جس جماعتِ اسلامی کی مخالفت قادیانی اُمت کا سب سے بڑا جہاد ہے اب قادیانیوں کی آواز کے ساتھ آواز ملا کر اسی جماعت کی مخالفت کے لئے ختمِ نبوّت کے اس مقدس اسٹیج کو استعمال کیا جا رہا ہے

سو والے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا   کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

چندہ دینے والوں کا مقصد اور اس کا غلط استعمال :- اس کانفرنس کے لئے وسیع پیمانے پر چنیوٹ سے کراچی تک ختمِ نبوت کے مقدس نام پر ہزاروں روپے چندہ[2] فراہم کیا جاتا ہے۔ معطی حضرات کو یہ یقین دہانی کرائی جاتی ہے کہ یہ چندہ صرف تحفظِ ختمِ نبوت کے لئے کیا جا رہا ہے اور اس مسئلہ سے بلاتفریق مسلک تمام علماء اور عوام اتفاق رکھتے ہیں اور یہ کانفرنس پورے ملک کی نمائندگی کرتی ہے **لیکن عملاً ایک گھناؤنا کھیل سیاسی مخالفت کے لئے کھیلا** جا رہا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

ا۔ یہ کانفرنس کی نمائندہ حیثیت کچھ عرصہ[3] سے ختم ہو کر رہ گئی ہے صرف چند سیاسی قسم کے مخصوص مکتبِ فکر کے

---

[1] بلّی تھیلے سے باہر آگئی۔

[2] گویا اصل مقصد وسیع پیمانے پر چندہ فراہم کرنا ہے۔

[3] معیّن طور پر بتایا ہوتا کہ کانفرنس کی "نمائندہ حیثیت" قائم کب ہوئی تھی اور کب سے ختم ہو گئی ہے ؟

علماء شریک ہوتے ہیں۔ موجودہ کانفرنس کا سب سے زیادہ افسوسناک بلکہ شرمناک المیہ یہ ہے کہ ایک طرف تو شیعہ اور بریلوی حضرات کو دعوتِ اتحاد دی جارہی تھی جو مسلک دیوبند سے اختلاف رکھتے ہیں لیکن دوسری طرف جماعتِ اسلامی اور اس کے امیر مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی پر الزامات و اتہامات کی بوچھاڑ کی جارہی تھی بالخصوص جمعیت علمائے اسلام کے راہ نما مفتی محمود صاحب بالقابہ نے کانفرنس کے اختتامی اجلاس میں گھنٹہ بھر کی حاصلِ کانفرنس تقریر میں جماعتِ اسلامی کے خلاف جو کچھ ارشاد فرمایا اس نے حاضرین کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

عوام صرف مرزائیوں کی سرگرمیاں اور مسئلہ ختمِ نبوت سمجھنے کے لئے آئے تھے اور یہاں جماعتِ اسلامی کی مخالفت میں فصاحت و بلاغت کے دریا بہائے جا رہے تھے۔

جھوٹے الزامات دینی لباس کے ساتھ زیب نہیں دیتے

اول تو دینی مقاصد کے لئے منعقد کی گئی کانفرنس میں ایسے غصے شرعی الفاظ میں اتارنا کوئی شریفانہ[1] کام نہیں۔ پھر قال اللہ و قال الرسول کے ساتھ صریحاً جھوٹ گھڑنا، جھوٹ بولنا اور جھوٹ کی تشہیر کرنا تو ایسا جرم ہے جو موت پر یقین رکھنے، خدا کے سامنے حاضری دینے اور آخرت کے حساب کتاب پر ایمان رکھنے والے شخص کو ہرگز زیب نہیں دیتا[1]۔

شاید مفتی صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ عوام اُن لوگوں کو بھول چکے ہیں جنہوں نے ترمیم دستور کے وقت مرزائی پارٹی کو ووٹ دے کر صدر کو کامیاب بنایا۔ اب ایسے حضرات کو صدر پر تنقید کرنے کا کیا حق ہے؟ سیاسیات کا ہر کس و ناکس جانتا ہے کہ مولانا مودودی امریکہ کے بھی اتنے ہی مخالف ہیں جتنے روس کے۔ البتہ اسٹیجوں پر گرجنے والے بعض علمائے کرام جو اسلامی نظام کے قیام سے مایوس ہو کر اب اشتراکیت پر اُمیدیں لگائے بیٹھے ہیں اور سمرقند و بخارا کی تاریخ کو اپنے ملک میں دُہرانا چاہتے ہیں۔ انہیں روس کی حمایت میں اتنا غلو ہے کہ انہیں ہر شخص امریکی ایجنٹ[2] نظر آتا ہے۔ آخر جب اِن حضرات کے پاس دوسرے اسٹیج موجود ہیں اور ان پر یہ جماعت اسلامی کے خلاف اشتعال انگیز "خطبے" ارشاد فرماتے ہی رہتے ہیں اور جب کہ طعن و تشنیع، اتہامات و الزامات کا مقدس

---

[1] کیا احمدیوں کے خلاف یہی فعل "شریفانہ" نہیں بن جاتا تھا؟ اور احمدیوں کے خلاف یہ سب باتیں "زیب" نہیں دیتی تھیں۔

[2] مودودی صاحب کو یہ علماء "امریکی ایجنٹ" جس بناء پر کہتے ہیں اس کی تردید کرنی چاہیئے تھی۔

فریضہ" سرانجام دے رہے ہیں تو اگر ختم نبوت سٹیج کو صرف اس مسئلہ کے لئے ہی مخصوص رہنے دیتے اور اس کو منافرت اور افتراق بین المسلمین کا ذریعہ نہ بناتے تو کتنا اچھا ہوتا لیکن آخری اجلاس میں تو خصوصی طور پہ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ یہ کانفرنس صرف جماعت اسلامی کے خلاف ہنگامہ آرائی کے لئے ہی کی جا رہی ہے اور ختم نبوت محض ایک ڈھونگ[1] ہے۔ ہم آخر میں کانفرنس کے منتظمین اور صدر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت سے بصد ادب یہ سوالات پوچھنے کی جسارت کر رہے ہیں۔ اُمید ہے کہ وہ ان پر ہمدردانہ غور فرما کر اصلاح احوال کی سعی فرمائیں گے۔

(۱) کیا اس کانفرنس کے لئے چنیوٹ سے کراچی تک وسیع پیمانے پر صرف ختم نبوت کے لئے ہی چندہ جمع نہیں کیا جاتا ؟

(۲) کیا معطی حضرات کو یہ یقین دہانی نہیں کرائی جاتی کہ اس کانفرنس میں مرزائیت کے علاوہ دیگر اختلافی مسائل کو ہرگز نہیں چھیڑا جائے گا ؟

(۳) آیا چندہ لیتے وقت چندہ دہندگان پر بھی یہ واضح کیا جاتا ہے کہ اس میں جماعت اسلامی کے خلاف تقریریں کی جائیں گی ؟

(۴) اگر مذکورہ بات نہیں کی جاتی تو پھر اس اسٹیج کو جماعت اسلامی کے خلاف کیوں استعمال کیا جاتا ہے ؟

(۵) اگر یہ آل پاکستان کانفرنس[2] ہے تو اس میں ہر مکتبۂ فکر کے ممتاز علماء کو دعوت کیوں نہیں دی جاتی ؟

(۶) مقامی علماء اور تنظیموں کا تعاون کیوں حاصل نہیں کیا جاتا[3] ؟

(۷) اگر شیعہ، بریلوی اور اہل حدیث علماء سے متحد ہونے کی اپیل کی جاتی ہے تو ان پارٹیوں کے مقتدر علماء کو کیوں نہیں بلایا جاتا[4] ؟

(۸) ایک طرف اتحاد کا دعویٰ اور دوسری طرف جماعت اسلامی پر مسلسل زہریلی تنقید[5] - یہ دو عملی کیوں ؟

(۹) کانفرنس سے جو روپیہ بچ جاتا ہے[6] اُسے کسی ٹھوس مثبت پروگرام پر کیوں صرف نہیں کیا جاتا ؟

---

[1] اگر آپ اب بھی یہ سمجھ گئے ہیں تو غنیمت ہے۔ گویا صبح کا بھولا شام کو گھر آ گیا ہے۔

[2] آپ لوگ سب کچھ جاننے کے باوجود تجاہل عارفانہ کر رہے ہیں۔ خود فریبی کی انتہا ہے۔

[3] اس کی ضرورت نہیں۔

[4] تاکہ "اتحاد" اختلاف میں تبدیل نہ ہو جائے۔

[5] اس سے بڑھ کر "اتحاد" کا آزمودہ نسخہ کونسا ہے ؟

[6] روپیہ تو بچانے کے لئے جمع کیا ہی نہیں جاتا۔

(۱۰) کانفرنس کا پروگرام پہلے سے کیوں مرتب نہیں کیا جاتا؟ [1] تاکہ ہر مقرر اپنے مفوّضہ موضوع پر تقریر کرے؟
(۱۱) کیا مقرر حضرات کو سرکاری طور پر [2] ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ کانفرنس منعقد کرنے کے لئے جماعت اسلامی کے خلاف بولنے کا حق لازماً ادا کریں؟

شائع کنندگان

(مولانا) محمد یعقوب صدر انجمن اشاعت توحید وسنت چنیوٹ • (مولانا) عبدالخالق خطیب مسجد بیت والی چنیوٹ
(مولانا) ثناء اللہ جلال آبادی ناظم جمعیت اہلحدیث " • (حاجی) محمد اسماعیل دہرہ محلہ شیخاں "
(الشیخ) عبدالرحیم ایڈووکیٹ ہائی کورٹ " • (حاجی) محمد امین دہرہ سیکرٹری جمعیت صلاح رسومات خواجگان چنیوٹ
حافظ نور احمد بھٹہ ایڈووکیٹ " • (میاں) محمد یوسف ملگوں محلہ سلطان آباد "
حکیم سید محمد سلیمان گیلانی صدر انجمن رضائے مصطفیٰ " • (مولانا) نذیر مجیدی خلف الرشید حافظ خدا بخش صغیر "
(میاں) محمد اسماعیل ناظم " " " • (ڈاکٹر) غلام رسول جنرل سیکرٹری طبی کانفرنس "
(چوہدری) رحمت علی آڑھتی غلہ منڈی چنیوٹ۔ شیخ محمد انور پرو پرائٹر تنویر مرکز چنیوٹ۔ عطا محمد علوی۔ محمد عمر۔ محمد خالد محلہ دھرکھاں "

---

[1] جب ہمارے کام ہی غیر مرتب ہیں تو بےچارا پروگرام ہی کیوں مرتب کیا جائے۔ اصل "حریت!" تو یہی ہے کہ جو کسی کے منہ میں آئے کہہ جائے۔

[2] "سرکاری طور" کا لفظ بتا رہا ہے کہ مودودی صاحب نے "شائع کنندگان" کو واقعی آلۂ کار بنا لیا ہے۔

مدیر المنبر کیلئے قابل غور حوالہ

جناب ثاقب بدروی کے شعر بر موقعہ جلسہ سالانہ ؎

یہ محفلِ انوار ہے اس ختمِ رسل کی
جس نے شبِ تاریک کو شکوں سے نکھارا

کے سمجھنے کیلئے اوّل تو مشہور و مقبول شعر آپکے لئے کافی ہے کہ ؎

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

ورنہ حسبِ ذیل اشعار تو مزید تسلی کا موجب ہوں گے ؎

خیر سے آج ہیں پھر جمع سبھی پیرِ مجلس
ہے خبر سب کو یدُ اللہ جماعت پر ہے
پیر اک پیاری جماعت کا ہے پیرِ مجلس
آج ہے ختم شریف آج کی مجلس ہے اخیر
حضرتِ ختمِ رسل آج ہیں میرِ مجلس

(رسالہ انوار الصوفیہ جون ۱۹۱۵ء صفحہ ۱۰)

شذرات

۱۔ لفظ حراء اور امہات المؤمنین کا استعمال

دیوبند سے شائع ہونے والا مودودی صاحبان کا رسالہ "تجلی" مصر کے اخوان المسلمین کے امام حسن البناء کی ایک رپورٹ بایں الفاظ شائع کرتا ہے :۔

"اسماعیلیہ میں اخوان نے ایک مسجد بنائی ہے، ایک کلب بنایا ہے، بچوں کی تعلیم کے لئے حراء کے نام سے اور بچیوں کے لئے امہات المؤمنین کے نام سے مدرسے کھول دیئے ہیں اور ایک دار الصناعت قائم ہو چکا ہے۔ (تجلی دیوبند دسمبر ۶۷ء صفحہ ۸۱)

الفرقان - اب کیا فرماتے ہیں مدیر المنبران اخوانیوں کے بارے میں جنہوں نے بچوں کے مدرسہ کا نام حراء رکھ دیا اور بچیوں کے مدرسوں کو امہات المؤمنین کے نام سے پکارا۔ کیا ان پر اسلامی اصطلاحات کی "توہین" کی بناء پر کوئی فتویٰ نہیں لگ سکتا؟

۲۔ تحریک "ختم نبوت" کے لیڈروں کا حال

روزنامہ جنگ کراچی میں ابن انشاء کے مقالہ کا اقتباس ہے کہ :۔

"ہمارے ایک دوست بیان کرتے ہیں کہ جب میں جیل میں تھا تو بہت سے لوگ ختم نبوت کی تحریک کے سلسلے میں جیل میں آگئے۔ ان میں کچھ بڑے ناموں والے مولوی بھی تھے۔ میں ان دنوں قرآن اور عربی زبان پڑھا کرتا تھا۔ ایک روز ایک آیت کے معنوں پر اٹکا تو ایک لیڈر مولوی سے پوچھا کہ مولانا ذرا رہنمائی فرمایئے۔ بہت دیر تک بیٹھے قرآن شریف کے اس صفحے کو تکتے رہے آخر کہنے لگے "میاں سچی بات یہ ہے کہ مجھے تو معلوم نہیں ہے کسی اور سے پوچھو۔" تبھی تو منیر کمیشن کے سامنے اکثر کی بھد ہوئی۔ ان لیڈروں کے علاوہ جو کارکن اس تحریک کے سلسلے میں آئے تھے بہت مخلص اور نیک تھے۔ ان میں سے ایک خدا کا بندہ جو لاہور کا پہلوان ہے ایک روز ان دوست کے پاس آیا اور بولا شاہ جی میرے جی میں آتی ہے کہ ان لیڈروں کو چھرا مار دوں۔ میں نے کہا ارے یہ کیا کہہ رہے ہو؟ بولا یہاں پاس آکر ان کی حقیقت معلوم ہوئی۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کے لئے اور جلد رہائی کے لئے یا اونچی کلاس کے لئے لڑتے ہیں کبھی یہ توفیق نہ ہوئی کہ ہم لوگوں کا حال احوال ہی پوچھ لیں کہ میاں تم لوگوں کو کھانے کو ٹھیک ملتا ہے۔" (جنگ کراچی ۱۰ ار نومبر ۶۸ء)

الفرقان - لیڈروں کی بری حالت کا نتیجہ ہمیشہ برا نکلتا ہے۔ ایسے لیڈروں کے بارے میں ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اِتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا (البخاری و مسلم) کہ آخری زمانہ میں لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنالیں گے۔ ان سے مسائل پوچھیں گے وہ

بغیر علم کے فتوے دیں گے۔ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔" کیا مندرجہ بالا اقتباس کی موجودگی میں حدیث نبوی کے پورا ہونے میں کسی کو شبہ ہو سکتا ہے؟

۳۔ امام مہدی کی غیبت میں مصلحت؟

امام غائب کے بارے میں شیعی رسالہ المنتظر لکھتا ہے کہ:۔

"یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ غائب رہنے میں کیا مصلحت ہے حاضر رہنے میں بڑے فوائد تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قدرت کی تمام مصلحتوں کو ہماری عقل سمجھنے سے بے بس ہے یقیناً مصلحت کے بغیر قدرت کا کوئی کام نہیں ہے۔ اگر حضرت عیسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کو غائب رکھنے میں خدا کی مصلحتیں ہیں تو امام مہدی کے غائب رکھنے میں بھی یقیناً اس کی مصلحت ہو گی ہمارے اطمینان کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔"

(المنتظر لاہور ۵ ر فروری ۱۹۶۸ء)

الفرقان۔ اگر اسی کا نام "اطمینان" ہے تو پھر سب بُت پرست بھی اطمینان رکھتے ہیں۔ سوال تو یہ ہے کہ وہ "مصلحت" کیا ہے؟ اگر امام مہدی یا مسیح زندہ ہیں تو غائب رہنے کی بجائے انہیں حاضر رہنا چاہیئے۔ اگر وہ زندہ ہیں تو انہیں زمین پر بنی نوع انسان کو ظلمتوں سے نور کی طرف لانے کا کارنامہ سرانجام دینا چاہیئے۔ صاحب ہدایت مہدی کا صدیوں غار میں چھپ رہنا اور مسیحا نفس وجود کا گمراہ پیروؤں کو چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھنا سراسر خلاف مصلحت ہے۔ نہ معلوم ہمارے شیعہ بھائی کس طرح ایسے خیال پر اطمینان کا اظہار فرماتے ہیں۔

۴۔ انبیاء بغیر شریعت کے بھی ہوتے ہیں

جناب مولوی محمد ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں:۔

"اصطلاحِ شریعت میں رسول اس کو کہتے ہیں کہ جو اللہ کی طرف سے جدید کتاب یا جدید شریعت لیکر آیا ہو اور نبی وہ ہے جو بذریعہ وحی احکام خداوندی کی تبلیغ کرتا ہو۔ نبی کے لئے جدید کتاب اور جدید شریعت کا ہونا شرط نہیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ۔ یہ آیت انبیاء بنی اسرائیل کے بارے میں اُتری کہ جو توریت اور شریعت موسویہ کے حکم دیتے تھے۔ نبی تھے مگر ان کے پاس نہ کوئی مستقل کتاب تھی اور نہ مستقل شریعت۔"

(المنبر لائلپور ۹ ر فروری ۱۹۶۸ء ص ۱۵)

الفرقان۔ اس عبارت سے یہ تو ظاہر و باہر ہے کہ علماء کے نزدیک نبی کے لئے شریعت لانا شرط نہیں بغیر نئی کتاب اور بغیر نئی شریعت کے بھی نبی ہوا کرتا ہے بہت سے انبیاء بنی اسرائیل بغیر شریعت کے آئے تھے۔ وہ سابقہ شریعت تورات کے مطابق فیصلے کیا کرتے تھے۔ علماء کے اس عقیدہ کی روشنی میں غیر تشریعی نبی کا وجود نہ سابقہ شریعت کی توہین ہوتا ہے اور نہ ہی وہ صاحب شریعت کا مدمقابل قرار پاتا ہے بلکہ وہ تابع اور مؤید ہوتا ہے۔

۵۔ حضرت سیّد احمد شہیدؒ انگریزوں کے آلۂ کار؟

مخالفین اور معاندین کس طرح خلافِ حقیقت باتوں کو "حقیقت" کا لباس پہنایا کرتے ہیں اس کا نمونہ شیعی رسالہ معارف اسلام کے اِس اقتباس میں ملاحظہ فرمائیں جو اس نے حضرت سیّد احمد صاحب شہید علیہ الرحمۃ کے بارے میں درج کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ:۔

"یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ سیّد صاحب کو انگریزوں نے اپنا آلہ کار بنایا۔ آپ انگریزی جرنیلوں اور افسروں سے ملاقاتیں کرتے رہے اور مع اپنے مریدوں کی فوج کے انگریزوں کے ہاں پُرتکلف دعوتیں اُڑاتے رہے۔ آپ نے انگریزوں سے جہاد کرنا ناجائز قرار دیا۔ ... حقیقت یہ ہے کہ سیّد احمد چونکہ انگریزوں کے ساختہ پرداختہ تھے وہ نہیں چاہتے تھے کہ اپنے ان آقاؤں کے خلاف مسلمانوں کو جنگ کرنے دیں۔"

(معارف اسلام لاہور فروری ۱۹۶۵ء صفحہ ۴۷-۴۸)

الفرقان۔ اس سے ظاہر ہے کہ معاندین جملہ صلحاء و ابرار کو اسی طرح جھوٹے الزاموں سے ملوّث کرکے عوام کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں کیا اِس اقتباس میں اہلحدیثوں کے لئے خصوصاً اور دوسرے اہلِ تحقیق کے لئے عموماً عبرت کے سامان نہیں؟

۶۔ پہلے نبی کو لانے کی مجبوری!

اخبار المنبر لکھتا ہے:۔

"حضرت عیسٰی علیہ السلام اخیر زمانے میں امّتی ہونے کی حیثیت سے آئیں گے۔ ان کی آمد نبی ہونے کی حیثیت سے نہ ہوگی۔ تمام عملدرآمد شریعتِ محمّدیہ ہی پر ہوگا شریعتِ عیسویہ پر عمل نہ ہوگا۔ بلکہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا آنا علامت اِس بات کی ہے کہ انبیاء کے تمام افراد و اشخاص ختم ہوچکے اس لئے پہلے نبی کو لانا پڑا۔" (المنبر ۹ فروری ۱۹۶۵ء صفحہ ۱۲)

الفرقان۔ گویا اخیر زمانے میں حضرت عیسٰیؑ کی آمد اور اس کی ضرورت جمہور مسلمانوں کا ایک مسلّمہ عقیدہ ہے صرف ان کی حیثیت کے بارے میں نزاع ہے۔ اقتباس میں ان کو نبی ماننے کے باوجود ان کی آمد کو امّتی کی حیثیت میں قرار دیا گیا ہے۔ گویا وہ نبی بھی ہوں گے اور امّتی بھی۔ مسیح موعود کا یہی اصل مقام ہے۔ زیر نظر اقتباس میں حضرت عیسٰیؑ کے لانے کی مجبوری کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ خدا تعالےٰ کو "پہلے نبی کو لانا پڑے گا"۔ کیا اللہ تعالےٰ کی قدرتوں اور خاتمیتِ محمّدیہ کی قوتِ قدسیہ کی تاثیرات کے عجز کا اس سے بڑھ کر کوئی اعتراف ہوسکتا ہے؟ یہ سب ایک غلط تعبیر پر اصرار کے کرشمے ہیں۔ صاف بات ہے کہ اگر نبوّت کی ضرورت ہے تو امتِ محمّدیہ کے اندر اس کا امکان تسلیم کرنا پڑے گا اور اگر نبوّت کی ضرورت نہیں تو پہلے نبی کو بھی لانے کی کوئی مجبوری نہیں۔

تحریفِ بائیبل پر پادری صاحبان لاجواب ہو گئے

(از جناب مولوی محمد منور صاحب فاضل انچارج احمدیہ مشن تنزانیہ مشرقی افریقہ)

۱۹۶۶ء میں ممباسہ کے پادری رچی صاحب نے ایک مضمون لکھا جس میں مسلمان شیوخ کو دعوت دی کہ وہ پادریوں کے ساتھ مل کر بائیبل اور قرآن مجید کا مطالعہ کریں اور باہم مل کر مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے راہِ عمل تیار کریں۔ مضمون کے شروع میں ذکر تھا کہ جب عیسائی مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ وہ عیسائی عقائد پر غور کریں تو وہ جواب دیتے ہیں کہ تورات اور انجیل محرف ہو چکی ہیں اسلئے ان پر غور کرنے کی ضرورت نہیں لیکن جب کہا جائے کہ اصلی تورات و انجیل کہاں ہیں تو وہ کوئی جواب نہیں دے سکتے حالانکہ قرآن مجید بائیبل کی تصدیق کرنے کے لئے آیا ہے۔ پادری صاحب نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے لکھا کہ جب بائیبل میں تبدیلیاں ہو چکی ہیں اور اصل بائیبل معدوم ہے تو پھر قرآن کس کتاب کی تصدیق کرتا ہے۔ قرآن مجید کا دعویٰ صرف اسی صورت میں حقیقت پر مبنی ہو سکتا ہے جبکہ تصدیق شدہ کتاب موجود ہو اور قرآن مجید کے متبعین بھی اس کی سچائی کو تسلیم کریں۔

آگے چل کر پادری رچی صاحب نے چند آیات کا ترجمہ درج کیا اور ہر آیت کی تشریح کر کے تحریر کیا کہ قرآن مجید نے کسی جگہ بھی یہ نہیں کہا کہ بائیبل کا متن ناقص ہے بلکہ یہودیوں پر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ اپنی الہامی کتاب کے بعض حصے چھپا لیتے ہیں یا ان کا ترجمہ غلط کرتے ہیں۔

اس کے بعد پادری صاحب نے محققانہ انداز میں لکھا کہ ہمیں یہودیوں کی اس غلطی کا اعتراف کرنا چاہیئے اور قرآن کی بات مان لینی چاہیئے۔ تاہم مسلمانوں کو بھی یہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ اس جرم کا ارتکاب صرف مدینہ کے یہودی علماء نے کیا تھا۔ دنیا کے دوسرے حصوں کے علماء سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملنے اور بحث کرنے کا موقع نہیں ملا تھا اسلئے ان پر یہ الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ کلیسیا کے دوسرے مراکز میں بائیبل اصلی حالت میں موجود تھی۔ نہ اسے چھپایا جاتا تھا نہ ہی اس کی غلط تشریح کرنے کی ضرورت تھی اور چھپایا بھی تو اُسی چیز کو جاتا ہے جو موجود ہو۔ معدوم کو چھپایا نہیں جاتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ مدینہ کے یہود کے پاس بھی مکمل متن موجود تھا البتہ وہ اسے مسلمانوں سے مخفی رکھتے تھے یا اُسے پڑھتے وقت ایک حصہ پر ہاتھ رکھ دیتے تھے اور پڑھنے سے گریز کرتے تھے۔

یہ طویل مضمون کمپالہ کے ایک عیسائی رسالہ میں شائع ہوا جسے میکریرے کالج کے معلم الٰہیات پروفیسر رِنگ سال میں دو تین بار انگریزی میں چھپواتے ہیں۔ ممباسہ مشرقی افریقہ کے علاقہ کینیا کی بندرگاہ ہے اور کمپالہ یوگنڈا کا دارالخلافہ ہے۔ پادری رچی صاحب کرسچن کونسل آف کینیا کے مشیر برائے اسلامی امور رہے ہیں۔ یہ عہدہ

انہیں اسلئے دیا گیا تھا کہ وہ چند سال قبل عدن میں بطور اینگلیکن مشنری کام کر چکے تھے اور عربی زبان سے کسی قدر واقف تھے۔ پروفیسر کنگ کیتھولک پادری کے طور پر کئی سال مغربی افریقہ میں کام کر چکے ہیں اور ہمارے وہاں کے مبلغین سے متعارف ہیں۔

خاکسار نے اسی سال اس رسالہ کی خریداری منظور کی تھی۔ جب یہ رسالہ پہنچا تو خاکسار نے احمدیہ مسلم مشن یوگنڈا کے مبلغ انچارج صاحب کو لکھا کہ اس مضمون کا جواب لکھیں کیونکہ رسالہ اُن کے علاقہ سے شائع ہوتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ مضمون ان کی نظر سے نہیں گزرا اسلئے بہتر ہے کہ میں ہی اس کا جواب دے دوں۔ چنانچہ خاکسار نے ایک مفصل مضمون اس کے جواب میں لکھا اور پادری رچی صاحب کا چیلنج قبول کرتے ہوئے تحریر کیا کہ خاکسار مباحثہ جاکر اُن کے تجویز کردہ طریق کے مطابق ان سے تبادلۂ خیالات کرنے کے لئے تیار ہے۔ اگر وہ ہمارے ہاں دارالسلام آنا چاہیں تو ہمیں ان کی میزبانی سے خوشی ہوگی۔

مضمون کے ضروری نکات کا جواب دیتے ہوئے لکھا کہ جس تورات و انجیل کا ذکر قرآن مجید میں ہے وہ یہی موجودہ بائیبل ہے جس میں تحریف ہو چکی ہے اور قرآن مجید اسی بائیبل کا مصدق ہے۔ البتہ تصدیق کا وہ مطلب نہیں جو پادری صاحب نے سمجھا ہے بلکہ قرآن مجید میں صَدَّقَ کا لفظ جب بغیر صلہ کے یا بصلہ باء آئے تو اس کے وہ معنی ہوتے ہیں جو پادری صاحب نے لکھے ہیں لیکن بائیبل کے بارہ میں اس رنگ میں یہ لفظ ایک بار بھی مستعمل نہیں ہوا۔ بلکہ ہمیشہ بصلہ لام استعمال ہوا ہے اور قرآن مجید نے اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ صرف اسی صورت میں یہ لفظ بائیبل کے ضمن میں بیان ہو جس کا مطلب صرف یہ ہے کہ بائیبل میں مندرجہ پیشگوئیوں کے مطابق قرآن مجید کا نزول ہوا ہے۔ مضمون میں خاکسار نے ان پیشگوئیوں کا ذکر کیا جن میں ایک کامل کتاب کی آمد اور مثیل موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے برپا ہونے کی خبر مذکور ہے۔

پادری صاحب کا دعویٰ اس لحاظ سے بھی غلط تھا کہ قرآن مجید نے متعدد مقامات پر بائیبل کے غلط بیانات کی تردید کی ہے اور عیسائیوں اور یہودیوں کے مشرکانہ عقائد اور کافرانہ طریق پر تنقید کی ہے۔ ان بیانات کی موجودگی میں کون باور کر سکتا ہے کہ قرآن مجید ان تعلیمات کی تصدیق کرتا ہے جن کی وہ تردید کر چکا ہے۔ قرآن مجید کی طرف یہ تضاد کسی صورت میں منسوب نہیں کیا جا سکتا۔

اتفاق کی بات ہے کہ پادری صاحب کے مضمون کے شائع ہونے سے چند ماہ قبل خاکسار نے کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقوں کی طرف سے شائع کردہ بائیبل کی مستند انگریزی تفاسیر مشن کی لائبریری کے لئے خریدی تھیں اور ان کے بعض حصوں پر نشانات لگائے تھے، تصدیق اور تحریف کے معانی واضح کرنے کے بعد خاکسار نے اپنے مضمون میں عیسائی علماء اور محققین کی شہادات ان تفاسیر سے نقل کر دیں جن میں انہوں نے نہایت صفائی سے اقرار کیا ہے کہ بائیبل میں بعض عبارتیں الحاقی ہیں۔ بعض آیات مفقود ہیں اور بعض کتب کے مصنفین کا علم نہیں کہ کون تھے۔ یہ مضمون خاکسار نے پروفیسر کنگ

صاحب کو کمپالہ بھجوا دیا۔ اس کی ایک نقل اپنے مشن کے اخبار ایسٹ افریقن ٹائمز میں اشاعت کے لئے نیروبی بھجوائی۔ پروفیسر کنگ صاحب نے وہ مضمون جواب الجواب کے لئے پادری رچی صاحب کو بھجوایا۔ تاکہ میرا اور اُن کا مضمون ایک ہی اشاعت میں شائع ہو سکے۔

جب خاکسار کا مضمون ٹائمز میں شائع ہوا اور پرچہ پادری رچی صاحب کی نظر سے گزرا تو انہوں نے مجھے خط لکھا۔ شروع میں تو انہوں نے میرے جواب کی تعریف کی اور لکھا کہ جواب اتنا مفصل ہے کہ اب مل بیٹھنے کی ضرورت نہیں بذریعہ خط و کتابت ہی سارے امور طے کئے جائیں گے۔ مگر آخر میں اس امر پر اظہار افسوس کیا کہ مضمون اخبار میں بھی شائع کرا دیا گیا ہے حالانکہ وہ اس مضمون کو مختلف پادریوں کے پاس تبصرہ اور جواب اور مشورہ کے لئے بھجوانے میں مصروف تھے۔ خاکسار نے جواب دیا کہ بذریعہ خط و کتابت اختلافی مسائل کا تصفیہ ہمیں بھی منظور ہے۔ نیز لکھا کہ اخبار میں شائع ہونے سے ان کا کام آسان ہو گیا ہے۔ ایک ہی نقل کئی پادری صاحبان کے پاس بھجوانے اور جواب حاصل کرنے میں کئی ماہ صرف ہوتے جبکہ اخبار کے پرچے ان کے پاس بھجوا کر جواب جلدی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اصل میں پادری صاحب کا ارادہ میرے مضمون کو طاقِ نسیان کی زینت بنانا تھا۔

پادری صاحب نے لکھا کہ میرے مضمون کا جواب دینے سے قبل وہ ہم سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ بائیبل میں تحریف کب ہوئی؟ کس نے کی؟ اور کس نیت سے کی؟ خاکسار نے جواب دیا کہ یہ سوال بے تعلق ہیں ہمارا کام صرف یہ ہے کہ ہم قرآن مجید کے دعوے کو اہل علم کی طرح اندرونی اور بیرونی شواہد سے ثابت کر دیں۔ یہ ثبوت ثقہ اور مستند علماء کی شہادات اور بائیبل کے اختلافات اور تناقضات سے مہیا ہو چکا ہے اسلئے "کب" اور "کیوں" اور "کس نے" کے سوالات غیر متعلق ہیں۔ جب پادری صاحبان بیسویں صدی عیسوی میں بھی تحریف سے باز نہیں آتے تو قیاس کیا جا سکتا ہے کہ ازمنہ سابقہ میں جبکہ عوام جاہل تھے اور پادری صاحبان کی کارروائیوں پر آسانی سے اطلاع نہیں پا سکتے تھے یہ کام کتنی سرعت اور کثرت سے کیا جاتا ہوگا!

مثال کے طور پر خاکسار نے لکھا کہ اگر کسی آدمی کے بارہ میں اختلاف ہو کہ وہ مُردہ ہے یا زندہ تو حلِ اختلاف کا ایک آسان ذریعہ یہ ہے کہ اسے ڈاکٹری معائنہ کے لئے بھجوا دیا جائے۔ اسی طرح مسلمانوں اور آپ لوگوں کے درمیان یہ اختلاف ہے کہ کیا بائیبل میں تحریف ہوئی ہے یا نہیں۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ محقق عیسائی علماء نے جن میں سے بعض ڈاکٹرز آف ڈیونٹی ہیں اور بعض ڈاکٹرز آف تھیالوجی۔ بائیبل کا جائزہ لینے کے بعد یہ فتویٰ دیا ہے کہ بائیبل میں یقینی طور پر تحریف ہو چکی ہے اور اب یہ کتاب قابلِ اعتماد نہیں رہی۔ اس فتویٰ کے بعد ہمیں "کب" اور "کس نے" کے جھمیلے میں پڑنے کی ہرگز ضرورت نہیں۔ خاکسار نے

پادری صاحب سے یہ بھی دریافت کیا کہ اگر میں آپ کو ایک ایسا مکان دکھاؤں جو اپنی چھتوں پر گرا ہُوا ہو اور آپ کی نظریں بھی یہی دیکھ رہی ہوں کہ وہ مکان گر چکا ہے تو کیا آپ کا یہ عذر معقول ہوگا کہ جب تک مجھے یہ نہ بتایا جائے کہ یہ مکان کب گرا، کس نے گرایا اور گراتے وقت کونسا اوزار استعمال کیا میں یہ ماننے کے لئے تیار نہیں کہ یہ مکان گر چکا ہے۔

اس جواب سے پادری صاحب بہت سٹ پٹائے اور لکھا کہ ہم آپ کو جواب دینے کے لئے تیار نہیں۔ بہتر ہوگا کہ یہ خط و کتابت بند کر دی جائے۔ خاکسار نے لکھا کہ ہم نے خط و کتابت زبانی گفتگو کے بدل کے طور پر اختیار کی تھی۔ اصل میں آپ کی پیشکش زبانی بحث کی تھی۔ اسلئے اگر آپ خط و کتابت بند کرنا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں زبانی تبادلۂ خیالات کی طرف رجوع کرنا چاہیئے اور اس گفتگو میں عوام کو بھی شمولیت کی اجازت دینی چاہیئے لیکن پادری صاحب ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگئے اور اپنی پیشکش سے خود ہی دستبردار ہوگئے۔ دو تین ماہ کے بعد نیروبی کے عیسائی اخبار نے اعلان کیا کہ پادری رچی صاحب مع اہل و عیال اپنے وطن مالوف (انگلینڈ) واپس تشریف لے گئے ہیں کیونکہ ان کا معاہدہ کرسچن کونسل آف کینیا سے ختم ہوگیا ہے۔ اب اس کونسل کے پاس کوئی آدمی نہیں جسے مشیر برائے اسلامی امور کہا جائے۔ ریورنڈ رچی کے واپس آنے کا کوئی امکان نہیں +

فسونِ تقدس

(جناب نسیم سیفی ربوہ)

مجھ کو جو ترے نام کا سودا و جنوں ہے
کیا تیرے لئے یہ کوئی وجہِ سکوں ہے

اِک بوند ہے پانی کی اگر آنکھ سے ٹپکے
پہلو میں سمٹ جائے تو اک قطرۂ خوں ہے

یُوں رُوکشِ افلاک ہوئے خاک کے ذرّے
ہر ایک ستارے کی جبیں آج نگوں ہے

نزدیک رہیں وہ تو رگِ جاں سے بھی نزدیک
ہوں دُور تو ذہنوں کا تصوّر بھی زبوں ہے

جلوے تو مری آنکھ میں بچھتے ہی نہیں ہیں
کچھ ہے تو ترے نام سے اس دل کو سکوں ہے

گھائل ہیں نسیمؔ آج مرے چشم و دل و جاں
شاید کہ یہ ربوہ کے تقدس کا فسوں ہے

مرکزِ احمدیّت ـــــ قادیان دارالامان

(از جناب غلام نبی ناظرؔ (یاڑی پورہ - کشمیر)

مکرم جناب خواجہ غلام نبی صاحب ناظرؔ آف کشمیر، نوجوان شاعر ہیں۔ انہوں نے یہ نظم قادیان کے سالانہ جلسہ ۱۹۶۱ء کے شبینہ اجلاس میں درد اور ترنم سے پڑھی۔ حاضرین بہت متاثر ہوئے۔ جزاہ اللہ خیراً ـــ (ایڈیٹر)

سارے جہاں سے اچھا یہ قادیاں ہمارا ۔۔۔ ہم اس کے ہوگئے تو سارا جہاں ہمارا
اے ساکنانِ عالم یہ پاک سرزمیں ہے ۔۔۔ اس نے جنا مسیحِ آخر زماں ہمارا
از راہِ کفر ہم پر کرتے رہے وہ حملے ۔۔۔ ایمان و صدق لیکن تھا پاسباں ہمارا
"اِنّیْ اُحَافِظُ" کی تصدیق ہو رہی ہے ۔۔۔ ہم ہیں مکین اس کے یہ ہے مکاں ہمارا
تھی قادیاں کی بستی گمنام سی مگر اب ۔۔۔ مشہور ہے جہاں میں دارالاماں ہمارا
عشقِ خدا کا معدن حسنِ خودی کا مخزن ۔۔۔ ہے یہ مقام گویا تسکینِ جاں ہمارا
پھولوں کا اک چمن ہے بلبل کی انجمن ہے ۔۔۔ خالق کا اپنا فن ہے یہ گلستاں ہمارا
اک جذبۂ اخوت سرمایۂ محبت ۔۔۔ یارب رہے سلامت نظمِ جاوداں ہمارا
مٹتے ہیں دہریئے بھی منکر بھی دینِ حق کے ۔۔۔ باقی رہے گا دائم نام و نشاں ہمارا
ہاں اے لوائے احمدؐ تجھ سے ہے اپنی عزت ۔۔۔ تجھ پر نثار طفل و پیر و جواں ہمارا
اس ارضِ محترم پر اک بارشِ کرم ہے ۔۔۔ ہر دم ہمیں بہم ہے آرامِ جاں ہمارا

شوقِ دیارِ دلبر اور یہ بیانِ ناظرؔ
دشمن بھی ہو رہا ہے اب ہمزباں ہمارا

مفید اور مؤثر دوائیں

نور کاجل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ

آنکھوں کی خوبصورتی اور صحت کے لئے نہایت مفید خارش، پانی بہنا، پھپھی، ناخنہ، ضعفِ بصارت وغیرہ امراضِ چشم کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ متعدد جڑی بوٹیوں کا سیاہ رنگ کا جوہر ہے جو عرصہ ساٹھ سال سے استعمال میں ہے۔

خشک و تر قیمت فی شیشی سوا روپیہ

تریاقِ اٹھرا

اٹھرا کے علاج کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بہترین تجویز جو نہایت عمدہ اور اعلیٰ اجزاء کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔

اٹھرا بچوں کا مُردہ پیدا ہونا یا پیدا ہونے کے بعد جلد فوت ہو جانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا یا لاغر ہونا، ان تمام امراض کا بہترین علاج۔

قیمت پندرہ روپے

نور منجن

دانتوں کی صفائی اور صحت کیلئے ازحد ضروری ہے یہ منجن دانتوں کی صفائی اور مسوڑھوں کی حفاظت اور علاج کے لئے بہت مفید ہے۔

قیمت ایک روپیہ

نورِ نظر

اولادِ نرینہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بہترین تجویز جس کے استعمال سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے لڑکا ہی پیدا ہوتا ہے۔

قیمت مکمل کورس پچیس ۲۵ روپے

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ۔ گول بازار ربوہ۔ فون نمبر ۳۸

(طابع و ناشر: ابوالعطاء جالندھری۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ الفرقان ربوہ)

الفردوس

انار کلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ہے

"الفردوس"

۸۵۔ انار کلی۔لاہور

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں

عمارتی لکڑی دیار، کیل، پڑتل چیل

کافی تعداد میں موجود ہے

ضرورت مند اصحاب

ہمیں خدمت کا موقع دیکر مشکور فرمائیں!

○ گلوب ٹمبر کارپوریشن

۲۵ نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور۔ فون ۶۲۶۱۸

○ سٹار ٹمبر سٹور

۹۰۔ فیروزپور روڈ۔ لاہور

○ لائل پور ٹمبر سٹور

راجباہ روڈ لائلپور۔ فون ۳۸۰۸

ہماری مفید کتابیں

(۱) مباحثہ مصر

یہ مباحثہ عیسائیت کے بنیادی عقائد پر مشہور پادریوں اور احمدی مبلغ کے درمیان مصر میں ہوا تھا۔ عربی، انگریزی اور اُردو میں شائع ہو چکا ہے۔ بہت دلچسپ ہے

قیمت اُردو ۱۲ پیسے

انگریزی کا ایک روپیہ پچیس پیسے

(۲) تحریری مناظرہ

ہندوستانی پادری عبدالحق صاحب اور احمدی مبلغ مولانا ابوالعطاء صاحب کے درمیان الوہیت مسیح پر تحریری مناظرہ ہوا ہے۔ پادری صاحب دو پرچوں کے بعد بالکل لاجواب ہو گئے۔ پڑھنے کے قابل ہے۔

قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے۔

(۳) تفہیماتِ ربانیہ

دیوبندی اور دیگر علماء کے مجموعۂ اعتراضات کا نہایت مدلل اور مسکت جواب ہے جسے حضرت امام جماعت احمدیہ سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے "اعلیٰ لٹریچر" قرار دیا تھا اور جس کی افادیت پر تمام علماءِ سلسلہ کا اتفاق ہے۔ بڑے سائز کے سوا آٹھ سو صفحات ہیں۔

قیمت سفید کاغذ گیارہ روپے

اخباری کاغذ آٹھ روپے

(۴) نبراس المومنین

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سو منتخب احادیث مع ترجمہ و تشریح طبع ہوئی ہیں۔ یہ مجموعہ ہمارے نصابِ تعلیم میں شامل ہے۔ قیمت صرف ۳۱ پیسے

(۵) القول المبین

جناب مودودی صاحب کے رسالہ "ختم نبوت" کا ایسا ٹھوس اور واضح جواب ہے کہ مودودی صاحب تردید نہ کر سکے اور لوگوں کے مطالبہ کے باوجود خاموش رہ گئے۔

صفحات ۲۵۰ مجلد قیمت دو روپے

ملنے کا پتہ مینیجر الفرقان۔ ربوہ

ماہنامہ تحریکِ جدید ربوہ

"اسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار"

آپ خود بھی یہ ماہنامہ پڑھیں اور غیر از جماعت دوستوں کو بھی پڑھائیں!

چندہ سالانہ: صرف دو روپے

(مینجنگ ایڈیٹر)

ماہنامہ "الفرقان" اور احباب کا فرض

● **حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کا ارشاد :-**

"میرے نزدیک الفرقان جیسا علمی رسالہ تیس۳۰ چالیس۴۰ ہزار بلکہ ایک لاکھ تک چھپنا چاہیئے اور اس کی بہت وسیع اشاعت ہونی چاہیئے۔" (الفضل ۵ر جنوری ۱۹۵۶ء)

● **حضرت میرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-**

"رسالہ الفرقان بہت عمدہ اور قابلِ قدر رسالہ ہے اور اس قابل ہے کہ اس کی اشاعت زیادہ سے زیادہ وسیع ہو کیونکہ اس میں تحقیقی اور علمی مضامین چھپتے ہیں اور قرآن کے محاسن پر بہت عمدہ طریق پر بحث کی جاتی ہے۔ ایک طرح سے یہ رسالہ اُس غرض و غایت کو پُورا کر رہا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مدّنظر رسالہ ریویو آف ریلیجنز اُردو ایڈیشن کے جاری کرنے میں تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ خواہش بڑی گہری اور خدا کی پیدا کردہ آرزو پر مبنی ہے کہ اگر ایسے رسالہ کی اشاعت ایک لاکھ بھی ہو تو پھر بھی دُنیا کی موجودہ ضرورت کے لحاظ سے کم ہے۔ پس مخیّر اور مستطیع احمدی اصحاب کو یہ رسالہ نہ صرف زیادہ سے زیادہ تعداد میں خود خریدنا چاہیئے بلکہ اپنی طرف سے نیک دل اور سچائی کی تڑپ رکھنے والے غیر احمدی اور غیر مُسلم اصحاب کے نام بھی جاری کرانا چاہیئے تا اس رسالہ کی غرض و غایت بصورت احسن پُوری ہو اور اسلام کا آفتاب عالمتاب اپنی پُوری شان کے ساتھ ساری دُنیا کو اپنے نُور سے منوّر کرے۔" (خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ ۵۹-۷-۱۱)

(الفضل ۱۰ر جولائی ۱۹۵۹ء)

رسالہ کا سالانہ چندہ چھ روپے ہے!

مینیجر الفرقان ربوہ

Monthly **Al-Furqan** *Rabwah*

FEBRUARY 1968 Regd. No. L 5708

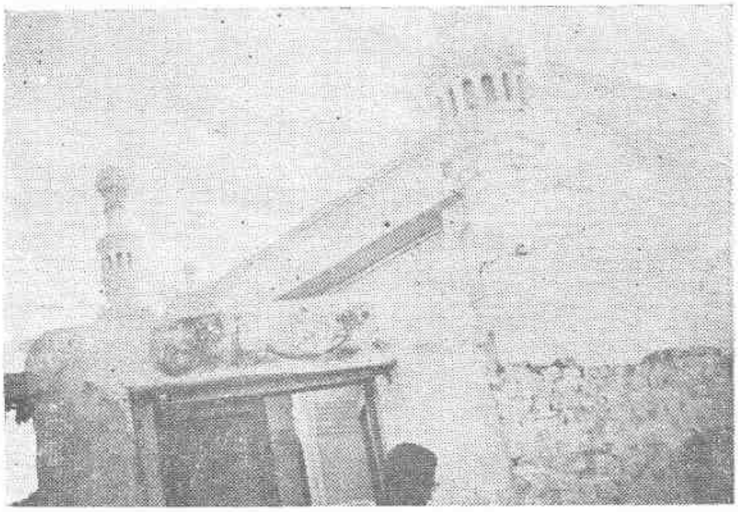

مسجد اقصیٰ
سرونگر - حیدر آباد دکن (بھارت)

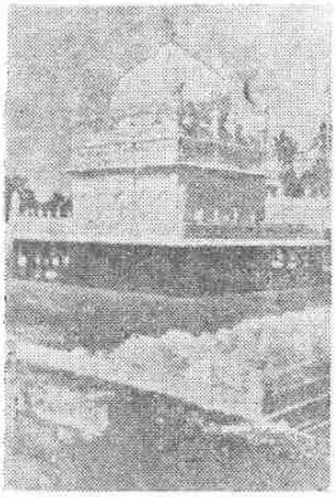

مسجد اقصیٰ
صدر امپرس مارکیٹ کراچی

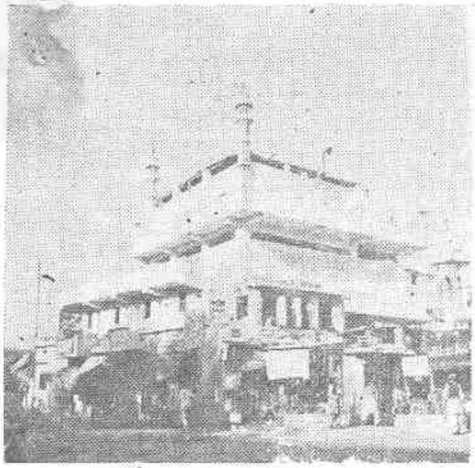

مسجد اقصیٰ و گنبد
سرنگاپٹم (میسور)

ٹائٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا

ماریشیس میں مسجد اقصیٰ

مسلمانوں کی جانوں اور مالوں کی حفاظت کے لئے دعا

محترم مولانا محمد اسمعیل صاحب منیر مبلغ ماریشیس تحریر فرماتے ہیں :-

''ماریشیس کے دارالسلطنت پورٹ لوئیس میں ایک مسجد بنام مسجد اقصیٰ موجود ہے جس کے موجودہ امام مکرم مولانا عبدالبصیر صاحب بشردی ہیں۔ یہ مسجد ماریشیس کی تاریخ کے مطابق سب سے پہلے بننے والی مسجد ہے یہ مسجد ۱۸۰۵ء میں بنی تھی۔

گذشتہ جنوری میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان فسادات ہوئے تو سات بڑے ائمہ مساجد نے اسی مسجد اقصیٰ میں جمع ہو کر اجتماعی دعا کی تھی۔ جس کا اعلان ماریشیس کے مشہور اخبار Advance کی اشاعت ۲۳ جنوری ۶۸ء میں شائع ہوا تھا۔ یہ اخبار فرانسیسی زبان میں شائع ہوتا ہے۔ میں اس اخبار کا تراشہ بھی بھیج رہا ہوں۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ ماریشیس کے مسلمانوں کی جانوں اور ان کے مالوں کی حفاظت کے لئے دعا فرمائیں''

مولانا منیر صاحب نے جو تراشہ بھیجا ہے وہ درج ذیل ہے :-

Des theologiens musulmans prient pour La-Paix

Sept theologiens musulmans se reuniront, aujourd'hui, a 14 heures, a la *mosquee Aksha*, au No 3, de la rue Pagoda, pour prier pour la paix.

Ces theologiens sont : le Maulana Ibrahim Khustar, Imam de La Jummah Mosque, le Maulana Youssuf Ismæl Patel, le Maulana Abdul Bashir Busuruddy, Imam de la *Mosquee Aksha*, le Maulana Mohammad Limalia, Imam de la Mosquee Shawkate Islam angle des rues Paul et Virginie et Pagoda, Port Louis, le Maulana Ahmad Pandore, le Maulana Abdul Bakhi Boukhari, imam de la mosquee de la rue Desforges, le Maulana Bana Bai, Imam de la mosquee Shan-e-Islam."